بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday June 22, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ
نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِى ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ
ٱلنَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا ٱلنَّاسَ
جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا
مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا
جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ
فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ
وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ
لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ
﴿٣٣﴾

المآئدہ (32-33)

[ترجمہ: اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص
کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا
ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو
قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday June 22, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ
نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِى ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ
ٱلنَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحْيَا ٱلنَّاسَ
جَمِيعًا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا
مِّنْهُم بَعْدَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّمَا
جَزَٰٓؤُا۟ ٱلَّذِينَ يُحَارِبُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَسْعَوْنَ فِى ٱلْأَرْضِ
فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوٓا۟ أَوْ يُصَلَّبُوٓا۟ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ
وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَٰفٍ أَوْ يُنفَوْا۟ مِنَ ٱلْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ
لَهُمْ خِزْىٌ فِى ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِى ٱلْءَاخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ
﴿٣٣﴾

المآئدہ (32-33)

[ترجمہ:]اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص
کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا
ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو
قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی

زندگانی کا موجب ہوا اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حکم اعتدال سے نکل جاتے ہیں جو لوگ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جناب چیئرمین : جزاک اللہ، کوئسچن آور، کوئسچن نمبر ون سید اقبال حیدر صاحب۔ سپلمنٹری، اس کا جواب کون دیگا۔آپ دیں گے یہ سلام نبی صاحب کی جانب سے۔

چوہدری عبدالغفور : ان کی ریکوئیسٹ آئی تھی اور اپ کو بھی جنرل عبدالمجید ملک صاحب کی جانب سے ریکوئیسٹ ملی ہو گی۔

جناب چیئرمین : ان کا مجھے پتہ ہے مجھے بھی ریکوئیسٹ آئی تھی۔ شجاعت حسین صاحب اور جنرل مجید ملک صاحب۔ لیکن یہ اسلام نبی صاحب کا ہے۔

سید اقبال حیدر : ان کے بارے میں جناب لاء منسٹر صاحب آپ کو علم ہے۔ وہ اسلام آباد میں ہیں۔

جناب چیئرمین : ہیں تو وہ کراچی میں۔ کیونکہ اطلاع یہی ملی ہے کہ وہ کراچی کے حالات کی وجہ سے وہاں گئے۔

سید اقبال حیدر : اخباروں میں تو کوئی ایسی اطلاع نہیں آئی۔

چوہدری عبدالغفور : ان کی ذات کے متعلق نہیں آئی لیکن ویسے اطلاع آئی ہے۔

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب اصل میں یہ ہوا ہے کہ یہ جو کوئسچن آور ہم نے فکس کیا ہے یہ بھی شیڈول نہیں تھا۔ اس کی وجہ سے بھی کچھ دقت پیش آرہی ہے۔

سید اقبال حیدر: اس کو ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین : پتہ نہیں اور کون کونسے ایسے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: ان سوالات کے اوپر ڈسکشن بہت ضروری ہے۔ اسے ڈیفر کر لیں تاکہ اس پر ڈسکشن ہو سکے۔

جناب چیئرمین : دوسرا بھی انہی سے متعلق ہے تیسرا صدیق کانجو صاحب کا ہے۔ اس کا جواب دیں گے۔

چوہدری امیر حسین : اصل میں شیڈول نہیں تھا اس لئے دقت ہے۔

سید اقبال حیدر : جناب ان کا جواب آنا چاہئے تھا۔ because it is the joint responsibility of all the Ministers.

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب آج دقت اس لئے ہوئی ناکہ آج اس کے لئے سٹنگ نہیں تھی یہ ۱۸ تاریخ کے سوال تھے جو میں نے سوچا کہ آج رکھ دیتے ہیں تو آج کافی سینٹرز کو اطلاع نہیں ہو سکی کہ آپ کے سوال ہیں۔ کونسا ہے جو take up ہو سکتا ہے۔

چوہدری امیر حسین: آج تو کوئی بھی نہیں ہو سکے گا آج تو مشکل ہو جائے گا۔

چوہدری عبدالغفور : آج تو بڑا مشکل ہو جائے کیونکہ واقعی کسی کو اطلاع نہیں ہو سکی ہے کہ آج وقفہ سوالات بھی ہے۔

جناب چیئرمین : کل تو میرا خیال ہے ہمارا وقفہ سوالات، ریگولر ہو گا۔

سید اقبال حیدر : تو پھر پرسوں لے لیں۔

جناب چیئرمین : کل تو شیڈول وقفہ سوالات ہے۔ اس طرح کرتے ہیں کہ انہیں پرسوں لے لیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر : ٹھیک ہے ان کو پرسوں لے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ان کو بروقت اطلاع بھی کر دی جائے۔

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman, Sir, then the Ministers will be ready for answering questions by day after tomorrow. پھر یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں اطلاع نہیں ملی ہے۔

جناب چیئرمین : تو ٹھیک ہے، آپ مہربانی کر کے (چوہدری عبدالغفور سے مخاطب ہو کر) اطلاع بھی کریں کہ یہ سوالات پرسوں آئیں گے۔ تو اب رخصت کی درخواستیں ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب عبدالغفار جتوئی صاحب کی جانب سے ناگریز وجوہات کی بنا پر مورخہ ۲۲ جون تا یکم جولائی ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا ان کی رخصت کی منظور فرماتے ہیں،

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب یحییٰ بختیار صاحب ناسازی طبع کی بنا پر مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۲ء کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے اس دن کے لئے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Chairman : Next we come to Adjournment Motions. Adjournment Motion No. 20. Syed Iqbal Haider and No. 58 Raja Afzal Khan on the issuance of fake passports and identity cards to foreigners.

RE : ISSUANCE OF FAKE PASSPORTS, AND IDENTITY CARDS TO THE FOREIGNERS

Syed Iqbal Haider : Thank you, Sir, I request that the ordinary business of the Senate say be adjourned to discuss a matter

of general public importance namely, according to the Daily of Pakistan dated 23rd of Mrach, 1992, fictitious passports and national identity cards have been issued to Indian nationals of foreigners. It is a matter of grave concern which may endanger the national security. It is requested that the matter may please be discussed in the House.

Mr. Chairman : Is it being opposed?

یہ پیش تو کر لیں لیکن شجاعت صاحب کو آگاہ کر دیں گے جی،

Ch. Abdul Ghafoor : Opposed

Syed Iqbal Haider : I am surprised that it is being opposed because if the honourable Minister is disputing the fact then I must emphasise, Mr. Chairman that there was no contradiction or clarification from the Interior Ministry in this regard (1).

Now taking an issue of national security so lightly is also very painful to find. Only last evening, when I was advocating and pleading the right of nationality to the husbands of women the honourable Interior Minister emphasised that it might expose the security of Pakistan and it will open a flood gate for the infiltrators etc. etc. Now this thing is happening in his Ministry and he is not pushed about it. These are two conflicting stands that .

جناب چیئرمین : آپ اگر اپنی وہ نیوز پیپر رپورٹ دیکھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے۔ اسلام آباد میں بھارتیوں سمیت غیر ملکیوں کی کثیر تعداد میں جعلی پاسپورٹ اور شناختی کارڈ جاری کر دیئے گئے وزارت داخلہ نے خفیہ ایجنسیوں سے رپورٹ طلب کر لی۔

رپورٹ طلب کر لی۔ Once he is apprised of it, they have already taken action on it.

سید اقبال حیدر : چیئرمین صاحب، آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ انہوں نے رپورٹ طلب کر لی۔ لیکن رپورٹ تو پہلے پبلیش ہو چکی ہے اخبار میں اور "آپ نے طلب کر لی" اس سے غیر قانونی عمل تو نہیں رکا۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کیسے روکیں گے، آپ کیا کریں گے۔

سید اقبال حیدر : ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیں جو کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : ان کی نشاندہی ہو گی تو تب ہی کارروائی ہو گی۔ کیونکہ وہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

سید اقبال حیدر : ان کی نشاندہی بڑے آرام سے ہو گی۔ کیونکہ ہر پاسپورٹ آفس کے باہر ان کے ٹاؤٹس بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ روز یہ دیکھ لیں۔ پورے پاکستان میں ایسے ہورہا ہے۔ جو کام آپ directly اور legally نہیں کروا سکتے، وہ دفتر کے باہر بیٹھا ہوا ٹاؤٹ جو ہے وہ دومنٹ میں کروا دیتا ہے۔ اس لئے ان کے لئے اس کی روک تھام کرنا تو بڑا آسان ہے، اگر یہ کرنا چاہیں اور پاکستان کا تحفظ انہیں عزیز ہے تو ایسے غداروں کو، ایسے کرپٹ آفیسروں کو پکڑیں۔ ان کے خلاف فوراً ایکشن لیں یہ میری گزارش ہے۔ ان کے خلاف بھی کلین اپ آپریشن ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : وزیر قانون صاحب، اس کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ۔

چوہدری عبدالغفور : The Interior Ministry has already taken notice of it. اور اس کے بعد باقاعدہ ایجنسیز کو alert کیا گیا اور ا کے لئے انہوں نے initiatives لیے ۔ اس کے بعد necessary steps are being taken, Sir. اور یہ ensure کیا جا رہا ہے کہ ان کو نہ صرف سزا دی جائے بلکہ انہیں کہا جائے کہ آئندہ کے لئے وہ ایسے فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

Mr. Chairman : You have drawn attention to a very important and a very serious problems and this has been going for some time.

یہ کوئی ایک رات کی بات نہیں ہے۔ ایک دن کی بات نہیں ہے۔ کافی عرصہ سے بات چل رہی ہے۔ اور اس میں آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ بہت سارے ایسے لوگ ہیں۔ اور ملکوں کے بھی لوگ ہیں جو جعلی پاسپورٹ بھی بنوا رہے ہیں اور جعلی شناختی کارڈ بھی بنوا رہے ہیں۔ اس کے متعلق اب حکومت نے یہ کہا ہے کہ ہم نے call for

report کر لی ہے اور یہی حکومت کر سکتی ہے کہ اس قسم کی جو ایجنسیاں ہیں ان کے ذریعہ ایسے معاملات کی چیکنگ کی جائے۔ آپ نے صحیح کہا ہے کہ پاسپورٹ کے دفتروں کے باہر بھی یہ کاروبار ہوتا ہے، وہاں پر بھی اس پر نظر رکھنی چاہئے، this is a very serious problem لیکن اس کے بارے میں حکومت نے یہ چیز بھی کی ہے کہ نئے شناختی کارڈ جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

This is very important step which the Government has taken and I believe that the new identity cards will be issued after due scrutiny.

اور ان کارڈوں کے بعد اس قسم کی چیز زیادہ مشکل ہو جائے گی۔

سید اقبال حیدر: خدا کرے کہ آپ کا کہا ہوا درست ثابت ہو یہ ہماری بھی خواہش ہے کہ ایسا بھی ہو۔ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے کہ نئے شناختی کارڈ جاری ہوں تاکہ جعلی سسٹم ختم ہو سکے لیکن نئے شناختی کارڈ ان ہی کرپٹ افسروں نے جاری کئے تو وہ بھی اتنے ہی جعلی ہوئے جتنے کہ پرانے شناختی کارڈ تھے۔

جناب چیئرمین: تو آپ بتائیں ناں کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

سید اقبال حیدر: سر، اس کا علاج ہے، اس کا بڑا آسان علاج ہے اگر ان کی نیت صاف ہو، میں ہر موقع پر کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں، جناب چھاپے ماریں، آپ دیکھیں تو سہی کہ پاسپورٹ کے دفاتر کے باہر کیا ہو رہا ہے، شناختی کارڈوں کے دفتروں کے باہر کیا ہو رہا ہے، وہاں پر اوپر سے لے کر جتنے بھی افسران ہیں وہ پورے کے پورے بندھے ہوئے ہیں۔ کسی کے پندرہ فیصد، کسی کے ۲۵ فیصد، کسی کے پچاس فیصد it is a systemative thing which is going on. اور اس systematic چیز میں dent ڈالنے کے لئے، توڑنے کے لئے صرف رپورٹ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

جناب چیئرمین: کوئی علاج تو بتائیں نا، میں آپ کو ایک قصہ بتاتا ہوں کہ کل شام ہی کو ایک کھانے پر ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ کوئی بہت مشہور آرٹسٹ تھے، انہوں نے ایک تصویر بنائی۔ بہت اچھی تصویر بنائی۔ اس کے نیچے انہوں نے لکھ دیا کہ

کسی شخص کو اگر اس میں کوئی نقص نظر آئے تو وہ وہاں پر نشان لگا دے کہ یہاں پر نقص ہے تو ایک دن کے بعد دیکھا گیا تو وہاں ہزاروں نشان لگے ہوئے تھے۔ تو اس کے متعلق کسی اور نے سمجھایا کہ نقص معلوم کرنے کے لئے ایسے نہ لکھیں بلکہ ایسے لکھیں کہ کسی کو اگر اس میں کوئی نقص نظر آئے تو وہ درست کر دے۔ جب اس نے ایسے کیا تو اسے وہاں پر کوئی نشان نظر نہ آیا۔

سید اقبال حیدر : میں وہاں نشان لگانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئر مین : تو اس کا علاج بھی بتائیں نان۔

سید اقبال حیدر : میں جناب علاج بتا رہا ہوں، آپ اس پر فوری طور پر کارروائی کریں۔ وزارت داخلہ کا امیگریشن ڈیپارٹمنٹ اور پاسپورٹ سیل اور شناختی کارڈ کا محکمہ بڑی آسانی سے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ تین چار بندوں کو پکڑیں اور ان کا کیس special speedy trial courts کے ذریعہ کرا دیں تو باقی سب بندے کے پتر بن جائیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن انہیں معلوم ہے کہ .they will get scot free رپورٹ طلب کی جائے گی رپورٹ میں یہ آ جائے گا کہ اس اخبار کی اطلاع میں کوئی صداقت نہیں ہے، ایسا کوئی جعلی شناختی کارڈ جاری نہیں ہے، مجھے معلوم ہے کہ کیا رپورٹ ہو گی۔ میں اسے بغیر پڑھے۔۔۔۔

جناب چیئر مین : یہ بات حکومت نے تسلیم تو کر لی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ نئے شناختی کارڈ جعلی جاری نہیں ہو سکیں گے۔

سید اقبال حیدر : لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی جو اتنی بڑی تعداد میں جعلی پاسپورٹ اور شناختی کارڈ جاری کرتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ انہیں سزا ضرور ملنی چاہئے اور یہ سزا بڑی آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے چھاپے مارے جا سکتے ہیں، آپ ان کو ٹریپ trap کر سکتے ہیں۔ آپ حکومت کی طرف سے لوگوں کو جعلی شناختی کارڈ بنوانے کے لئے بھیج سکتے ہیں، بھیس بدل کر، اور اس طرح آپ انہیں فوراً ٹریپ کریں، اگر نیت صاف ہے تو یہ کام بڑی آسانی سے ہو

سکتا ہے۔ لیکن جب تک accountability اوپر کی سطح سے نیچے تک نہیں ہو گی، اس وقت تک یہ کام درست نہیں ہو سکتا ہے۔ اب یہاں ہوتا کیا ہے کہ نائب حوالدار یا ایک سپاہی کو سزا دیتے ہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ اس طرح سے یہ کام نہیں بنے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو متعلقہ ڈائریکٹرز ہیں وہ یہ کام خود کروا رہے ہیں۔

چوہدری عبدالغفور : جناب والا! مجھے اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین : آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ وزیر صاحب بھی بات کرتے ہیں۔

چوہدری عبدالغفور :: میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بہت بڑا معاملہ ہے جو کہ پاکستان بننے کے بعد سے شروع ہے۔ ایسے بے شمار لوگ ہیں جو پاسپورٹ کے دفاتر کے باہر ایسے کام کرتے ہیں۔ یہ شکایت بہت عام ہے کہ ایسے لوگ جعلی پاسپورٹ اور جعلی شناختی کارڈ بھی بنواتے ہیں۔ یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں ہے، لیکن یہ میرے فاضل دوست کو علم ہے جب ہم ایسے لوگوں پر جو پلیسمنٹ بیورو کے ذریعہ سے، لیٹرل انٹری کے ذریعہ سے ملازم ہوئے ہیں ان پر ہاتھ ڈالتے ہیں تو یہ ہمیں ایسا کرنے سے روکتے ہیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر : یہ اب کہاں جا رہے ہیں۔ ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

Mr. Chairman : I thank, we are getting away from the main issue. issue وہیں پر ہے.

چوہدری عبدالغفور : میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ان لوگوں کے آنے سے ہی ساری خرابیاں شروع ہوئی ہیں۔ جب تک کوئی میرٹ پر نہیں آئے گا اس وقت تک وہ صحیح کام کیسے کرے گا۔

جناب چیئرمین : ان کے آنے سے پہلے بھی یہ مسئلہ موجود تھا، ان کے جانے کے بعد بھی موجود ہے۔

چوہدری عبدالغفور : زیادہ مسئلہ ان کے آنے سے ہوا ہے۔ پلیسمنٹ بیورو بنا اور ایسے لوگ بھرتی ہوئے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman : I would not agree with you, this problem has been going on for a long time.

چوہدری عبدالغفور : جناب میں نے پوائنٹ آؤٹ کرنا تھا کہ جب تک میرٹ پر کام ہوتا رہا۔ جناب اب پرائم منسٹر نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ کوئی ملازمت کسی شخص کو میرٹ کے بغیر نہیں دی جائیگی اور یہ ایک ایسی پالیسی ہے جو پلسیمنٹ بیورو سے آنے والے لوگوں کو رد کریں گے اور اس کو انشاء اللہ کوشش کی جارہی ہے کہ اس پر ہاتھ ڈالا جائے اور اس کو چیک کیا جائے۔۔۔۔

جناب چیئرمین : انہوں نے بہت ہی سنگین مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے یہ واقعتاً بہت بڑا مسئلہ ہے ان کے آنے سے پہلے بھی تھا ان کے جانے کے بعد بھی ہے اور حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نئے Identity cards issue کرے مجھے امید ہے کہ آپ نئے کارڈوں کی صحیح چھان بین کریں گے۔ لیکن ان کی بات یہ بھی صحیح ہے کہ جن لوگوں نے Issue کئے ہیں ان پہ نظر رکھنی چاہئے کارروائی ہونی چاہئے۔ اور میں آپ کو یہ recommend کروں گا as a Law Minister کہ جس طرح یہ sting operatons امریکہ میں ہوتے ہیں اس پر ذرا نظر ڈالیں کہ اس قسم کی کوئی کارروائی کی اگر پاکستان کے قانون میں اجازت ہو یا اس قسم کے قانون بنائے جائیں تو میرے خیال میں ہمارے حالات ایسے ہوگئے ہیں کہ غالباً اس قسم کی چیز کی ضرورت ہے sting operation پروفیسر صاحب آپ نے دیکھا ہو گا جیسے امریکہ میں کرتے ہیں۔ حالات کچھ ایسے ہوگئے ہیں کہ مجبوراً ایسی کارروائی آپ کو کرنی پڑیگی۔

پروفیسر خورشید احمد : میں جناب چیئرمین ! آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا کہ وزیر صاحب کو اس کی ذمہ داری لینی چاہئے کیونکہ اقبال حیدر صاحب نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسے یا سینٹ کی کمیٹی کو پارلیمنٹ کی کمیٹی کو رپورٹ کریں کہ اس معاملے میں حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں وہ کیا ہیں، کیا نتائج نکلے ہیں اور

کن افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟ ایک مرتبہ آپ یہ کر لیں۔ then you will be on the right track.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے میرا خیال ہے کمیٹی میں بھی اس کو discuss کر لیں I think it is a good idea.

جناب گلزار احمد خان: جناب چیئرمین! یہ تو establish ہو چکا ہے کہ وہاں پر ٹاؤٹ موجود ہیں۔ اور وہ اس طرح کے کام کرتے ہیں کہ جو آدمی genuine کام کے لئے جاتے ہیں ان کا وہ بھی نہیں ہوتا۔ تو ان ٹاؤٹوں کو پکڑ لیا جائے تو اس کے ذریعے وہ آپریشن کامیاب ہو سکتا ہے تو جہاں تک منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ محکمے کے آدمی پکڑتے ہیں تو ان کو چھڑانے کے لئے ہم کہتے ہیں۔ ہم تو genuine اور بے گناہ لوگوں کے لئے بھی کہیں تو منسٹر صاحب ہماری بات کہاں مانتے ہیں جناب۔

چوہدری عبدالغفور : ہم سر تسلیم کرتے ہیں کہ جو اور جن کی نشاندہی آپ کریں گے اور جن کا علم ہے آپ کو کہ کون کون لوگ بیٹھے ہیں ہم ان کو ضرور پکڑیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین ! میری گزارش یہ ہے کہ یہ واقعی بڑا اہم مسئلہ ہے مگر یہ مسئلہ صرف یہاں نہیں ہے اور بھی محکموں میں یہ ہوتا ہے اور کسی دوست نے بڑی اچھی نشاندہی کی کہ ان کے آنے کے بعد بھی یہ چیز بڑھ گئی ہے اور ان کے جانے کے بعد بھی یہ چیز بڑھ گئی ہے پلیسمنٹ بیورو سے جتنے بھی ۱۹۷۰ء سے جو خلاء پیدا ہوا، مشرقی پاکستان الگ کروایا گیا۔ اس کے بعد جو خلاء پیدا ہوا، اس کو پر کرنے کے لئے ایسے لوگ بھرتی کئے گیے جو اس وقت ہمیں شکایات کرتے ہیں۔ دوسری بات جب دوبارہ وہ بدقسمتی repeat ہوئی تو پلیسمنٹ بیورو اور لیٹر انٹری سے بھی لوگ بھری کئے گئے جو deserving نہیں تھے۔ اور جناب یہ جس بڑے پیمانے پر چل رہا ہے کہ میں اس کے دو تین cases جانتا ہوں اس طرح سے کہ دو تین بندے باہر بھیجنے تھے ایک باہر بھیجنے والی جو ایجنسی ہے اس سے میں نے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ جناب پاسپورٹ اور شناختی کارڈ مجھے دے دیجیئے میں آدھے گھنٹے میں دوسرا پاسپورٹ بھی بناتا

ہوں اور دوسرا شناختی کارڈ بھی بناتا ہوں اور وہ جناب ،بنوا کے لے آئے جناب، تو جناب اس کے ساتھ باہر سے لے کر اندر تک سب ملے ہوتے ہیں۔ کس کس کو آپ پکڑے گے۔ ہاں میرے خیال سے اقبال حیدر صاحب کو تجربہ ہے تو اگر یہ وزیر نہیں بنتے یا نہیں بنائے جاتے تو کم از کم شہری کی حیثیت سے حکومت کی مدد کریں۔ ہم حاضر ہیں۔ لیکن یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس نوٹ سے نہیں ہو گا۔ کمیٹی کی رپورٹ سے نہیں ہو گا اس کی بڑی چھان بین کی ضرورت ہے اور اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ وہ ۱۹۷۰ء کے خلاء کو پر کیا گیا تھا ان کو ناک سے پکڑ کر باہر کیا جائے اور جو پلیسمنٹ بیورو سے ہیں ان کو بھی باہر کیا جائے تو اس سے معاشرہ صاف ستھرا ہو گا اور نہ یہ گڑبڑ ہو گی نہ رہے گی۔

Mr. Chairman : So in the light of the statement of the honourable Minister that all steps are being taken and also that this matter will be brought before the Committee of the House. This is not pressed by...

Syed Iqbal Haider : No, no the matter be referred to the committee.

Mr Chairman : That has been done.

Syed Iqbal Haider : It is beeing pressed. It should not be withdrown. It should be taken up by the Standing Committee.

(ii) RE : REPORTED EMBAZZLEMENT OF 50 MILLION IN WAPDA

Mr. Chairman : Right. Next Adjournment motion is No. 20. Syed Iqbal Haider on the reported embazzlement of Rs. 50 million in Wapda.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : پوائنٹ آف آرڈر جناب میں نے ایک تحریک التواء دی تھی مجھے ڈر ہے کہیں غائب نہ ہو جائے۔

جناب چیئرمین :ایسی کوئی بات ہے تو مجھے بتائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب ایک بہت بڑی واحد سپر طاقت کے متعلق ہے، چاہے وہ سپر طاقت ناراض ہی ہو۔

جناب چیئرمین : وہی ہے ناں کہ سیکولر جو کانگریس کمیٹی نے کہا ہے۔
اخونزادہ بہرہ ور سعید : ایک اور بھی ہے کہ پاکستان کو غنڈا declare کرو۔
جناب چیئرمین : وہ آرہا ہے آپ کا اچھا جی جناب اقبال حیدر۔

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman! I request that the ordinary business of the Senate may please be adjourned to discuss a matter of general public importance and urgent nature. It has been reported in the Daily Pakistan time LAHORE dated 23rd March 1992 that Rs. 50 million have been embazzled by the Wapda authorities in the expenditure to provide electricity for the rural area Wapda authorities have shown project completed in their report whereas 70% of the work was completed in 20% villages only. It is a matter of serious nature and it is a deliberate attemp of negligence and corruption and misappropriation of the Government funds by the WAPDA authorities which needs immediate discussion in this august house.

Raja Nadir Pervez : I oppose it Sir.

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman ! I will just briefly say that this news item is not the only news item about embazzlement and misappropriation of the millions and billions of rupees being committed particularly in WAPDA alone and this is not the first instance of their corruption, though it is being opposed, but I would like the worthy Minister to tell the truth to the House. What is the truth. This news item again is not contradicted or refuted by the WAPDA in any manner. In fact they maintain silence because they know that they are the thieves and that is why they just do not have the guts to even challenge such news reports or take such newspapers to the court of law if the news item is incorrect. Since this news item is correct, therefore, I want to know from the worthy Minister what action has been taken against these corrupt officers who have misappropriated as much as 40 million rupees and this is not the only instance there are several instances in WAPDA. WAPDA appears to have been made only to milk it and to misappropriate it and not to provide any electricity but to provide luxuries to their Chairman and their other Directors.

Mr. Chairman : Thank you. Raja Nadir Pervaz Sahib.

Raja Nadir Pervez : Sir the adjournmet motion is purely based on report made on one the newspaper of 23rd March that is Pakistan and on these basis this motion was presided to the house by the honourable member. I assure you Sir that whatever impression is created in the newspaper of embazzlement by Wapda from the rural electrification during the year 1985 to 1988. It is totally baseless Sir, It is without any reason, without any solid proof and I would like to bring to your kind notice Sir that a PC-1 was prepared for the electrification of 8,809 villages and out of the only we had completed 8,423 villages during that time and the report carried out by the Director General Audit Wapda in his report Sir he did not at any stage remarked regarding the embazzlement, but it was only regarding some of the irregularities or the ommissions done during the rural electrification Sir and those ommissions and those irregularities were on specific issues like late generation energization of those projects at different stages in those rural areas and those ommissions and irregularities by Wapda were replied in due course of time to the Director General Audit Sir and I assure you Sir that out of that as reported in the news paper that eleven villages of Multan and Faisalabad where some of the structure fell down due to the heaving rains and losses were borned by these contractors who have done that Projects there Sir and therefore, not a single penny of loss was borne by the Wapda itself and I assure the honourable member Sir that if at any stage embazzlement or any sort of misappropriation of funds is done by Wapda' I assurse you Sir even if he does not raise a question I can assure him with authority that action well be taken against those people whoever try to embazzle in Wapda Sir. Thank you.

Syed Iqbal Haider : Sir I propose to produce further documents. Auditor General's Report I would produce. I will also produce the report about the progress of the electrification work because honourable Minister has made certain..

Mr. Chairman : Give that separately.

Syed Iqbal Haider : No Sir, it is with utmost regard and respect to the worthy Minister I would say that all what he has said about the progress of the electrification of the villages is not correct

to say the least and I would like the honourable Minister to give me the progress report which has been prepared by the Wapda.

Mr. Chairman : You see, as far as, the adjournment motion is concerned, again embazzlement is not something which takes place all of the sudden. It is a process of over a long period of time. It enquires the deep enquiry by discussing it in this House. You are actually discussing numerous projects. It is not a specific issue.

Syed Iqbal Haider : No Sir, only this project. Only electrification.

Mr. Chairman : Electrification means 8000 villages. Every village will have its own problem. So it is not a fit subject for adjournment motion that the Minister has denied the statement made in the newspaper. Therefore, it is not a fit subject for an adjournment motion but if you have some information which will help the Minister in coming to the truth and improving the affairs in the depertment I think he would welcome it.

Syed Iqbal Haider : Sir, all I would request that the worthy Minister may favour me with the copy of the report or reply given by Wapda on this adjournment motion. I have made a categorical statement that only 70% work in respect of only 20% of the villages was completed and rest is not completed. Meaning that even less than 18% work which was assigned to Wapda was completed and about the remaining money there is no fund available. My question is where are those funds for the whole project that is my question.

Raja Nadir Pervez Khan : Sir I will answer again. During my answer I had submitted very humbly that out of 8,809 villages which were supposed to be electrified we had completed work on 8,423 Sir. So as he says that 20% of work was completed and 70% was not done it is incorrect Sir that is one. Second thing Sir about the rural electrification just last year, the year 1991-92 Sir we had completed a record time of village electrification that is over 4,000 villages are electrified. It has never done before and I assure the honourable member Sir if he has got any proof of embazzlement, we welcome him Sir and we will take those people to task.

جناب چیئرمین: اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب پوائنٹ اف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میرا پوائنٹ آف آرڈر الیکٹریفیکشن سے متعلق ہے۔ میرے علاقے میں دیر میں بھی یہ کام ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ دن رات لگے ہوئے ہیں۔ بارش میں اور طوفان میں وہ کام کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو کس چیز سے شکایت ہے۔ میں تو بہت سیٹفائیڈ ہوں۔ حالانکہ میرا وہ علاقہ ہے جس میں آپ کے سیکریٹری وہاں پولیٹیکل ایجنٹ بھی رہ چکے ہیں اور وزیراعظم بھی رہ چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہاں ایک بتی بھی ایک نعمت تھی۔ مگر آج وہاں بجلیاں چمک رہی ہیں۔ بہت کام ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman : So this is not pressed in the light of the statement of the honourable Minister.

ٹھیک ہے جی۔ اگلی ہے سید اشتیاق اظہر صاحب نمبر ۳۴ اور اشتیاق اظہر صاحب غیر حاضر ہیں۔ This stands dropped. Next is Dr. Rehan sahib No. 39. Not present. It is dropped.

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ان کے behalf پر۔

جناب چیئرمین : نہیں ایڈجرنمنٹ موشنز میں ان کے behalf پر نہیں ہوتا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : بہت اہم مسئلہ ہے جناب۔

جناب چیئرمین : نہیں مجھے آپ رولز میں بتائیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : نہیں نہیں رولز کی بات نہیں۔ آپ نے تو اس کی پریسیڈنٹ قائم کی ہے۔ گندم ہم پر بند کر دی گئی ہے۔ بہت کم آرہی ہے۔ وہاں بہت مہنگی ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں اگر اتنا اہم مسئلہ ہے تو آپ اسے لے آئیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: ریحان صاحب تو یہیں تھے۔ ڈھونڈنا پڑے گا۔ وہ آجائیں گے، ذرا اس کو ڈیفر کریں۔

ایک معزز رکن: جی پتہ چلا ہے کہ ان کا فیملی ممبر بیمار ہے۔وہ ہسپتال گئے ہیں اس کو تھوڑی دیر کے لئے ڈیفر کر دیں۔

جناب چیئرمین : چلیں تھوڑا سا انتظار کر لیتے ہیں۔ ویسے unless کوئی اطلاع ہو تو ڈیفر کیا جا سکتا ہے۔ چلیں انتظار کر لیتے ہیں۔

Next is on the reported ban and poisnous pesticides being used in Pakistan, Raja Muhammad Afzal Khan Sahib and Syed Iqbal Haider Sahib.

تو افضل خان صاحب تو شائد نہیں ہیں۔ تو اقبال حیدر صاحب یہ پیسٹیسائیڈز کے بارے میں ہے۔

Syed Iqbal Haider : Sir I humbly request that ordinary business of the House may please be adjourned to consider the following adjournment motion relating to a recent incident of public importance :

> "Daily Dowan in its aditorial of April 27, 1992 has expressed concern over a fact that most poisonous and banned pesticides are being allowed to be imported and used in Pakistan. The thought of these poisonous pesticides being imported and used in an agricultural country like ours is horrendous. The damage to the people and environment that has already been caused is unknown and may remain unassessed. Joint multinational corporations are known to sell in 3rd world countries; items banned or restricted in their own countries. It is corruption and active connivance of unscruplous merchants and administrators in these countries that make the ample sale and use of these things possible. The aforesaid adjournment motion raises a very important issue of urgent nature and public interest. It therefore, deserved to be discussed in the house and admitted.

جناب چیئرمین: یہ تو جنرل مجید ملک صاحب سے متعلق ہے۔

Ch. Amir Hussain : Mr. Chairman, Sir, as the Minister has intimated to the Secretariat that he will not be available, so this may kindly be deferred.

<u>جناب چیئرمین</u> : ٹھیک ہے یہ جنرل مجید ملک صاحب کا تھا۔ ان کا فون آیا تھا تو اس کو پرسوں لے لیں گے۔ ایڈجرنمنٹ موشنز کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY

Next is the messages from the National Assembly. We have received a message that the National Assembly has passed, the following Bills :

(1) The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 1991.

(2) The Banking Companies Recovery of Loans (Amendment) Bill 1992.

(3) The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1992.

(4) The Passport (Amendment) Bill, 1992.

(5) The Terrorists Affected Areas Special Courts Bill, 1992.

(6) The Hyderogenated Vegitable Oil Industry Control and Development (Second Amendment) Bill, 1992.

(7) The Protection of Economic Reforms Bill, 1992.

(8) The Medical Officers Regularization of Appointments Bill, 1992.

(9) The Agricultural Pesticides (Amendment) Bill, 1992.

(10) The Pakistan Banking and Finance Services Commission Bill, 1992.

(11) The copyright amendment Bill, 1992.

(12) The Special Courts for Speedy Trials Bill, 1992.

(13) The Cutting of Trees Prohibition Bill, 1992.

So these Bills have been passed by the National Assembly and they have been, I think, transmitted to the Senate.

یہ ذرا چیک کریں جی کا پیپرز ان کو سرکولیٹ کی گئی ہیں۔ یہ کیس سٹیج پر ان کو سرکولیٹ کی جائیں گی۔ ان کی کب سرکولیشن کی جاتی ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب جب کنسیڈریشن ہوتی ہے اس سے دو دن پہلے سرکولیشن کی جاتی ہے۔

سید اقبال حیدر : جو آج ایجنڈے پر ہیں ان کی تو کاپیز ملی ہیں۔

جناب چیئرمین : کب ریسیو ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں ہاؤس میں دوبارہ ان کو سرکولیٹ کر دیں تاکہ ممبرز کو اطلاع ہو جائے۔ اس کا پروسیجر بھی ذرا سیکریٹری صاحب دیکھ لیں کس سٹیج پر یہ سرکولیٹ ہوتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : جب نوٹس دیا جاتا ہے اس کے بعد دو دن سرکولیشن کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ دیکھ لیں اگر نہیں تو اب نوٹس دے دیں۔

جناب چیئرمین : یہ مجھے بتا دیں جس وقت یہ ریسیو ہوتے ہیں تو ممبرز کو بائی پوسٹ کاپیز بھیج دی جاتی ہیں۔ کسی کو پتہ نہیں ریسیور ہوئی یا نہیں ہوئی ہیں۔

سید اقبال حیدر : جناب ہمارے آرڈر آف دی ڈے پر آج جو بل لگے ہوئے ہیں ان کی کاپیاں تو ہمیں دو دن پہلے مل گئی تھیں لیکن یہ سول پروسیجر کی لمبی لسٹ ہے۔

جناب چیئرمین : بہرحال میں یہ دوبارہ سرکولیٹ کرائے دیتا ہوں۔

Prof. Khurshid Ahmad : Inaudible vice..... has been passed by it and is transmitted to the Senate, the Secretary shall, as soon as, may be, cause it to be circulated to some of the members.

اس کے لئے نوٹس کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں بلکہ جیسے ہی یہ آیئے فوراً انہیں ممبروں کے پاس جانا چاہیئے۔ اور یہ ہمارے پاس نہیں آیا۔

جناب چیئرمین : ان کا یہی کہنا ہے کہ ہم نے کر دیئے ہیں۔ لیکن obviously ممبران کو نہیں پہنچے۔ تو سیکریٹری صاحب بھی دیکھیں گے کہ کیوں نہیں پہنچے۔ لیکن

In future this should be ensured that the Bill are duly circulated and also I would say that when the members come to the House, we should again circulate to the members.

پروفیسر خورشید احمد : جناب! وزیر پارلیمانی امور بھی اس معاملے میں نوٹ کر لیں کہ صحیح پروسیجر کیا ہے۔

چوہدری امیر حسین : ایک ۱۱۰ بھی ساتھ پڑھیں۔ جو میں نے بات کی تھی شاید آپ نے توجہ سے سنی نہیں۔ اس میں یہ تھا۔ On the day on which the motion for consideration is set down in the order of the day which shall unless the Chairman, otherwise, direct not less than two days from the receipt of the notice.

میں یہ بات کر رہا تھا کہ دو دن کا انٹرول کم از کم ضروری ہے۔ سرکولیشن ہو جاتی ہے اس کے بعد نوٹس بھیج دیں لیکن اس میں انٹرول کم از کم دو دن ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : اس میں ہوتا یہ ہے کہ ۱۰۸ کے تحت جب بھی بل موصول ہوتا ہے یہ فوراً سرکولیٹ ہو جاتا ہے۔

Ch. Amir Hussain : That is to be circulated.

جناب چیئرمین : اس کے بعد جب کنسیڈریشن کے لئے رکھا جاتا ہے۔ اس کا دو دن کا نوٹس ہوتا ہے اس وقت بھی میرے خیال میں دوبارہ سرکولیٹ ہونا چاہئے۔

چوہدری امیر حسین : جناب میں گزارش کرتا ہوں کہ، دوبارہ کا تو کہیں نہیں لکھا ہوا لیکن۔

(مداخلت)

چوہدری امیر حسین : جناب بات تو سن لیں۔ اتنی تیزی کیا ہے۔ پروسیجر یہ ہے کہ ایک دفعہ سرکولیشن ضروری ہے۔ اس کے بعد نوٹس دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر فاضل ممبران کو نوٹس نہیں ملا اور وہ چاہیں کہ یہ دوبارہ ہمیں ملنا چاہئے۔ تو فرمائیں دوبارہ سرکولیٹ بیشک کر دیں لیکن رولز میں یہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : لیکن اس میں سب ممبران کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں ملا۔ اور ریکارڈ کے مطابق نوٹس چلے گئے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : یہ تو جناب سیکرٹریٹ اور ممبران کے درمیان ہے۔ ضرور دے دیں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین : ہمارے ریکارڈ کے مطابق یہ لکھا ہے date of circulation of notice 25-5-92 یعنی ۹۲ء میں پچیس مئی کو سرکولیٹ کر دیا گیا ہے according to our record. لیکن کوئی ممبر بھی اس وقت نہیں کہتا کہ یہ مجھے ملا ہے۔

معزز ارکان : مجھے ملا ہے۔ مجھے ملا ہے۔

جناب چیئرمین : آپ کو بھی مل گیا ہے۔ آپ کو بھی مل گیا ہے۔ آپ کو بھی ملے ہیں so obviously some members have received it. آپ کو نہیں ملے۔ تو آپ کے ایڈریسز صحیح ہیں۔ بہرحال اسے دیکھتے ہیں۔ لیکن ریکارڈ کے مطابق یہی پوزیشن ہے کے پچیس مئی کو یہ سرکولیٹ ہو چکے ہیں۔ کچھ بلز کے تیس مئی کو ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ممبران کو مل گئے ہیں اور کچھ کو نہیں ملے۔ اسے دیکھتے ہیں۔

سید اقبال حیدر : یہ ڈاک نظام ہم سب کے لئے پرابلم پیدا کر رہا ہے۔ اگر یہ درست ہو جائے تو ساری شکائتیں ختم ہو جائیں۔

ORDINANCES LAID

Mr. Chairman : Anyhow when this Bill is brought up again before the House. At that time we will ensure that the members are aware of the contents of these. Bills. Ch. Amir Hussain Sahib Item No. 3.

Ch. Amir Hussain : Sir I beg to lay before the Senate the following Ordinances as required by clause 2 of Article 89 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan :—

1. The Special Courts for Speedy Trials Ordinance, 1992 (II of 1992).

2. The Protection of Economic Reforms Ordinance, 1992 (III of 1992).

3. The Criminaly Law (Amendment) Ordinance, 1992 (IV of 1992).

4. The Anti-Narcotics Task Force Ordinance, 1992 (V of 1992).

5. The Criminal Law (Second Amendment) Ordinance, 1992, (VI of 1992).

6. The Hydregenated Vegetable Oil Industry (Control) and Development (Amedment) Ordinance, 1992.

7. The Indus River System Authority Ordinance, 1992 (VIII of 1992).

جناب چیئرمین : Ordinance stands laid ان کی کاپیاں مل گئی ہیں آپ کو سرکولیٹ کی جاتی ہیں۔

چوہدری امیر حسین : جناب جب سرکولیٹ کیا جاتا ہے تو اس وقت کاپی دینی ہوتی ہے۔

سید اقبال حیدر : جناب چیئرمین! یہ وہی آرڈیننسز ہیں جن کے بل نیشنل اسمبلی پاس کر چکی ہے۔

جناب چیئرمین : یہ وہی ہیں۔ آرڈیننس کی یہ ریکوائرمنٹ ہے کہ جب سٹیشن ہو Immediately any Ordinances which have been issued before the Session started, the copies have to be laid before the House and this is in pursuance of Article 89 clause 2 of the Constitution.

Syed Iqbal Haider : And we will pass the resolution that they may be rejected, disapproved.

Mr. Chairman : You can move, you can move for that. Item No. 4 Syed Faseih Iqbal.

آئیٹم نمبر ۴ سید فصیح اقبال صاحب۔

آواز : یہ تو ہو گیا تھا۔

جناب چیئرمین : یہ ہو گیا تھا؟ یہ condonation کا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کہ وہ پرائیویٹ بل تھا یہ گورنمنٹ کا ہے۔ یہ Antiquities Act کے بارے میں آئٹم نمبر ۴۔

سید فصیح اقبال : یہ کل ہو گیا تھا لیکن آج میرے پاس یہ آرڈر آف دی ڈے پر ہے۔

جناب چیئرمین : بہرحال آپ پڑھ دیں پھر دیکھی جائے گی کہ یہ کیا ہے۔ آئٹم نمبر ۴ سید فصیح اقبال صاحب۔

Mr. Faseih Iqbal : Sir I beg to move :

> "that under-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amendment Bill, 1991], be condoned till today."

Mr. Chairman : Motion moved. The question is :

> "that under-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1998, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amendment) Bill, 1991], be condoned till today."

The motion was adopted.

Next it Item No. 5.

Syed Faseih Iqbal : Sir I beg :

> "to present report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amendment) Bill, 1991]."

Mr. Chairman : The report stands presented. Now we move to legislative business. Who will move?

Ch. Amir Hussain : Sir I will move. Sir I beg to move :

"that the...

(interruption)

Syed Iqbal Haider : May I just request you Mr. Chairman, with your kind permission that Sindh, it is already 11.00 a.m. Sir and let the discussion be started on the Sindh situation because we will hardly be left about....

جناب چیئرمین : اس میں کوئی اپوزیشن نہیں ہے نا۔
سید اقبال حیدر : جناب یہ ایڈھاک ڈاکٹرز کو کنفرم کرنے کا ہے۔ اس میں کافی serious ommissions ہیں۔
جناب چیئرمین : کوئی ایسا ہے جس میں آپ سمجھتے ہوں کہ کوئی پرابلم نہیں۔
چوہدری امیر حسین : جناب! اس میں میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس طرح کر لیں کہ کچھ وقت legislative business کے لئے رکھ لیا کریں اور پھر ایک دو تین دن جتنے دن بھی بحث ہونی ہے۔ میں آجایا کروں گا۔
جناب چیئرمین : یہی فیصلہ کیا ہے ہم نے۔

Ch. Amir Hussain : یہ least controvercial Bill ہے اور یہ Most beneficial Bill ہے۔

جناب چیئرمین : اس بل کا مقصد کیا ہے۔
چوہدری امیر حسین : جناب! میں گزارش کرتا ہوں کہ ۱۲ اکتوبر ۸۸ء سے پہلے ایڈھاک بنیادوں پر جو ڈاکٹرز اپوائنٹ ہوئے تھے آج تک ان کو ریگولرائز نہیں کیا جا سکا۔ اور تقریباً پانچ یا پانچ سال کے قریب ان کی سروس ہو چکی ہے۔ تو انہیں ریگولر

کرنے کے لئے یہ بل انٹروڈیوس کیا گیا۔ اور ان کی بھلائی کے لئے یہ ہے کہ اگر ان کو ایڈھاک بیس پر رکھا گیا ہے تو انہیں کسی وقت بھی نکالا جا سکتا ہے۔ تو اتنے لوگوں کی سروس اور کیریئر کا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟

سید اقبال حیدر :جناب! اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک صرف مخصوص ایڈھاک اپائنٹیز کو کنفرم کرنے کی بات کی ہے کہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

Meaning that all those who were appointed before that meaning that all those who were appointed by the than Caretaker Government or earlier by Martial Law, they may be confirmed, so if you follow a principle then do not put a date of October but put a date of June, 1992 that is my anxiety...

Mr. Chairman : Any other objection?

Syed Iqbal Haider : 2nd is Sir, one even the abbreviations, Sir that is a miner thing, my main objection is this, that the date should not be 12th October, 1998, it should be 15th June, 1992.

(interruption)

Syed Abdullah Shah : Sir my objection to this act is that this is a discreminatory law, why they are regularising only adhoc Doctors, they should apply the same law on adhoc appointees of the Federal Government as a whole and then I support the content that this date should be deleted. If a person has been taken on *ad-hoc* basis and he has been serving in the department, he has got foreign qualifications, there is nothing against him and he has been there from more than two years he may be regularised or the least may be given a chance to go to the Service Commission, that is the requirement of the Services Act of 1973 also. So this is the discriminated law that only medical officers are being regularised, I request that this facility may be granted to all the ad-hoc appointees.

جناب چیئرمین : چوہدری امیر حسین صاحب جب عام بحث شروع ہو گی تو آپ جواب دے دیں۔ and we can go through this.

جناب چیئرمین : چوہدری صاحب آپ motion move کر دیں۔

چوہدری امیر حسین : ٹھیک ہے جناب۔

THE MEDICAL OFFICERS (REGULARIZATION OF APPOINTMENTS) BILL, 1992

Ch. Amir Hussain : I beg to move that the Bill to provide for the regularization of the appointments of certain medical officers appointed on ad-hoc basis [The Medical Officers (Regularization of Appointment) Bill, 1992], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Syed Abdullah Shah : Opposed. Opposed.

Syed Iqbal Haider : Opposed. Opposed.

چوہدری امیر حسین : جناب ! اس میں طریقہ یہ ہے کہ جب چیئرمین صاحب repeat کریں گے اس کے بعد آپ نے oppose کرنا ہے جلدی نہ کیا کریں جب تک Chairman کی طرف سے یہاں put نہ ہو اس کو oppose نہیں کیا جاسکتا۔

جناب چیئرمین : اس میں میرے خیال میں repeat اس سٹیج پر نہیں کرتا میں اس وقت put کروں گا when the matter is to be voted upon. they can oppose it

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم آئی جے آئی کو چھوڑ چکے ہیں اور میری درخواست ہے کہ ہمیں الگ نشستیں دے دی جائیں۔

جناب چیئرمین : آپ مجھے درخواست دیں میں اس پر غور کروں گا۔

قاضی حسین احمد : درخواست نہیں جناب، یہ نشستیں قومی اسمبلی میں بھی دی جاچکی ہیں پنجاب میں بھی دی جاچکی ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ کی درخواست مجھے مل گئی ہے میں آپ کو سیٹیں الاٹ کر دوں گا۔

قاضی حسین احمد : نہیں آپ ابھی ہمیں دے دیں میں یہاں نہیں بیٹھتا۔

جناب چیئرمین : ابھی۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! میں یہاں نہیں بیٹھوں گا میں وہاں بیٹھوں گا آپ مجھے وہاں سیٹیں دے دیں۔

جناب چیئرمین : آپ کو مجھے جگہ دینی ہوگی یہ دیکھنا پڑے گا کہ کہاں جگہ میسر ہے۔

قاضی حسین احمد : مجھے ابھی کوئی جگہ دے دیں میں وہاں بیٹھ جاؤں گا میں یہاں نہیں بیٹھتا۔

چوہدری امیر حسین : قبل اس کے اس درخواست پر غور کیا جائے جو کہ قاضی صاحب نے دی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ فرمائیں کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

چوہدری امیر حسین : جناب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ الیکشن میں بطور جماعت اسلامی کے کسی پارٹی کو ٹکٹ نہیں دیا گیا تھا بطور آئی جے آئی الیکشن ہوا تھا اس پر جناب میں کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں وہ بھی آپ سن لیں اس کے بعد اپنا فیصلہ دے دیں۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! قومی اسمبلی میں ہمیں نشستیں دی جا چکی ہیں پنجاب اسمبلی میں بھی اس میں precedent موجود ہیں۔

(interruption)

Ch. Amir Hussain : As a candidate of the IJI, IJI is a political party.

جناب چیئرمین : اگر قومی اسمبلی میں اسی طرح علیٰحدہ نشستیں دے دی گئی ہیں تو یہاں پر کیوں نہ دی جائیں۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! قومی اسمبلی میں جو بات ہوتی ہے ضروری نہیں کہ آپ بھی وہی کریں۔ آپ کی اپنی صوابدید ہے۔ آپ نے اپنے رولز دیکھنے ہیں یعنی قانون کو آپ نے اپنے طریقے سے دیکھنا ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے لیکن ایک قانون وہاں چلے اور دوسرا یہاں چلے یہ بھی تو کوئی مناسب بات نہیں ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وہاں بھی باقاعدہ طور پر انہوں

نے سیٹوں کو الاٹ نہیں کیا بلکہ وہ جو کارروائی ہوئی ہے that was just informal اور اس پر جناب والا! چیمبر میں بیٹھ کر بھی بات کی جا سکتی ہے ضروری نہیں کہ یہاں بات کی جائے چیمبر میں جناب والا! قاضی صاحب بھی آ جائیں پروفیسر صاحب بھی آ جائیں ہم بھی آ جائیں گے لا منسٹر بھی وہاں آ جائیں گے وہاں بیٹھ کر بات کر لیں گے اور جو قانونی پوزیشن ہو گی اس کو سب کو ماننا چاہیئے ہم بھی مانیں گے یہ بھی مانیں اگر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے آئی جے آئی پارٹی کو چھوڑ دیا ہے تو پتہ نہیں اس کی کیا implications/complications ہوں اس لئے اگر جناب آپ اجازت دیں تو ہم سب چیمبر میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! اگر یہ مسئلے کو زیادہ الجھائیں گے تو ان کو مشکل پڑے گی مشکل میں یہی لوگ آئیں گے اس لئے الجھانے کی بجائے اس کو سیدھے سیدھے ....

چوہدری امیر حسین : نہیں، نہیں جناب گزارش یہ ہے کہ نہ ہم مشکل میں پڑنا چاہتے ہیں نہ ان کو مشکل میں ڈالنا چاہتے ہیں گزارش جناب صرف اتنی ہے کہ جناب کے چیمبر میں بیٹھ کر اگر بات کر لی جائے اس میں نقصان کیا ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب۔

چوہدری عبدالغفور : جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جو یہاں قاضی صاحب نے اٹھایا ہے دراصل جناب نے توجہ دلائی ہے کہ اگر قومی اسمبلی میں سیٹیں علیحدہ ہو چکی ہیں تو یہاں کیوں نہ کریں جناب کو یاد ہو گا کہ ابھی جناب نے point out کیا کہ جب درخواست آئے گی تو، دیکھیں وہاں ہوا یہ کہ ---

جناب چیئرمین : انہوں نے زبانی کہہ دیا ہے زبانی آگئی ہے۔

چوہدری عبدالغفور : قومی اسمبلی میں ہوا یہ کہ بغیر ہاؤس کے نوٹس میں دیئے ہوئے یا کسی اعتماد میں لئے بغیر یا ہمیں سنے بغیر ان کی چیمبر میں درخواست آنے پر۔

جناب چیئرمین : ان کو بھی دیکھیں ان کے ساتھ اقبال احمد خان بیٹھے ہیں آگے

بہرہ ور سعید بیٹھے ہیں ان کے اردگرد ساری مسلم لیگ جمع ہے ان کے لئے مشکل پڑ گئی ہے۔

چوہدری عبدالغفور : Sir, let me complete my submission جناب وہاں ہوا یہ ہے کہ انہوں نے سپیکر کو درخواست دے کر اپنی نشستیں علیٰحدہ کروالیں اب چونکہ یہ مسئلہ خود بھی قاضی صاحب نے، قاضی صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں، انہوں نے جناب کے سامنے ایوان میں پیش کر دیا ہے تو اس لئے یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ جماعت اسلامی کا as such کوئی ممبر کامیاب نہیں ہوا آئی جے آئی کے پلیٹ فارم سے اس کے mandate کے تحت اور اس کے ٹکٹ پر اور ایک ہی جماعت کے تحت الیکشن لڑ کر آئے ہیں آئی جے آئی سے علیحدگی کا مقصد ہے کہ اپنی سیٹوں سے فراغت حاصل کرنا اگر وہ علیٰحدہ سیٹیں کلیم کرتے ہیں تو کس حیثیت سے کلیم کرتے ہیں ہمارے فاضل دوست ہمیں ان کا احترام ہے لیکن کوئی ایسی جماعت جماعت اسلامی کے نام پر پاکستان میں الیکٹ ہو کر نہیں آئی۔ آئی جے آئی سے سیٹیں علیٰحدہ کر کے سیٹیں کس طرح اپنے آپ کو علیٰحدہ، کس شکل میں۔ کیا وہ آزاد شمار ہوں گے، نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ آزادانہ طور پر الیکٹ نہیں ہوئے۔

جناب چیئرمین : اقبال احمد خان صاحب سے پوچھ لیتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کے ہیں کہ آئی جے آئی کے۔

چوہدری عبدالغفور : نہیں کیونکہ وہ آزاد طور پر منتخب نہیں ہوئے۔

جناب چیئرمین : اقبال احمد خان سے پوچھ لیتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ کے ہیں یا آئی جے آئی کے۔

چوہدری عبدالغفور : اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ابھی تک آئی جے آئی میں موجود ہیں اور اس سے صرف استعفیٰ دے کر ہی نکلا جا سکتا ہے ورنہ نہیں نکلا جا سکتا اس لئے میں عرض کرتا ہوں قومی اسمبلی کا اطلاق یہاں نہیں ہوتا یہاں تو یہ ایوان میں معاملات پیش ہوں گے نہیں تو اس پر بحث ہونی چاہئے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس ایوان میں ایک دوسرا اجنبی آگیا ہے جس کا نام ہے قاضی حسین احمد صاحب۔

جناب چیئرمین : کل آپ نے یہ بات کی تھی۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اس کے بعد قاضی حسین احمد نے جو اعتراض یہاں اٹھایا ہے مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے مجھے زندگی میں کئی شاک ہوئے مگر یہ بہت بڑا شاک تھا جب جماعت اسلامی آئی جے آئی میں شامل ہو گئی مجھے بڑی خوشی ہو گی اگر آپ ان کو الگ سیٹیں دیں گے تو میں مبارکباد قبول کروں گا اور شاید کچھ خیرات بھی دے دوں جناب میرا مسئلہ یہ ہے جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا انہوں نے آئی جے آئی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا ہے جناب والا! جماعت اسلامی نے آئی جے آئی کے نام پر اس کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا ہے اس کے نشان سائیکل پر سوار ہو کر یہ ہر جگہ گئے ہیں اور وہاں سے ووٹ لے کر منتخب ہوئے ہیں خاص کر جب سینٹ میں ہیں تو جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب کے ۱۳ ووٹ ہیں، پنجاب اسمبلی سے کوئی شخص ۱۲ ووٹ لے کر سینٹر نہیں بن سکتا اس واسطے اخلاقاً ان کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ سیٹ چھوڑ دیں اور پھر اپنے ۱۲ کو ۱۲ سے اور ۱۲ سے ضرب دیں اور پھر آجائیں تو میں مان جاؤں کہ ہاں اسی طرح قاضی صاحب جناب صوبہ سرحد سے ۸ ووٹ ملے تھے انہوں نے ۳ ووٹ مانگے ہیں مسلم لیگ کے اس واسطے قاضی صاحب کا بھی فرض ہے اخلاقی فرض ہے اگر اخلاق نامی کوئی شئے اسلام میں ہے اور اگر سیاست میں ہے تو یہ لوگ پابند ہیں آج قاضی صاحب اتنے کیوں ناراض ہیں۔

جناب چیئرمین : کل اس پر تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! ۲ ووٹ دے کر ۸ ووٹ ہمارے لئے انہوں نے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : آج یہ وزیر اعظم صاحب کو اس لئے کنڈم کر رہے ہیں کہ معاہدہ پشاور کی رو سے وزیر اعظم صاحب نے کابل کو اٹھا کر قاضی صاحب کو پلیٹ میں پیش نہیں کیا کیسے پیش کریں۔ اس نے کوئی گناہ کیا ہے انہوں نے ان کو دیا ہے جنھوں

نے وہاں جہاد کیا ہے قاضی صاحب نے کس جہاد میں حصہ لیا ہے اور کس جماعتی نے اس جہاد میں حصہ لیا ہے جو کچھ کام کیا ہے اور ہم جو ساتھ دے رہے ہیں ایک اچھے دوست کا ساتھ دے رہے ہیں وہ دوغلی پالیسی نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : مہربانی، آپ تشریف رکھیں، جناب منظور احمد گچکی۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! کل آپ اس پر رولنگ بھی دے چکے ہیں اور پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آئی جے آئی پارٹی نہیں ہے یہ نائن پارٹیز کا الائنس ہے۔ یہ کوئی پارٹی نہیں ہے یہ نائن پارٹیز کا الائنس ہے اور اس پر نائن سٹارز دیئے ہوئے ہیں۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ڈیفیکشن کلاز جو ہے وہ لاگو ہی نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ سینٹ میں پارٹی بنیاد پر الیکشن ہوا ہی نہیں ہے کسی کو سمبل دیا ہی نہیں گیا یہ کس طریقے سے کہہ رہے ہیں۔ البتہ صوبائی اسمبلی کا ہوا ہے نیشنل اسمبلی کا ہوا ہے۔ سینٹ میں تو سمبل الاٹ ہی نہیں ہوئے ہیں میں حیران ہوں یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ آئی جے آئی کے components ہیں یہاں آکر لوگوں نے اپنے آپ کو ڈکلیئر کر دیا ہے ہم آئی جے آئی میں ہیں کس میں ہیں۔ اصولی طور پر جس دن الیکشن ہوا اس دن کوئی سمبل الاٹ نہیں ہوا میں حیران ہوں کہ ہمارے دو معزز وزیر جو بہت لائق اور قابل ہیں وہ خواہ مخواہ کا ٹیکینکل۔۔

جناب چیئرمین : بہر حال جی اس سارے معاملے کو سن کر میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں جہاں تک میرا تعلق قاضی صاحب سے ہے جو کہ جماعت اسلامی کے لیڈر ہیں اور وہ ایک آرگنائزڈ پارٹی ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں ان کو سیٹیں علیحدہ دے دوں جہاں تک یہ سوال ہے کہ اس کی امپلکیشن کیا بنتی ہے اس پر میں کل فیصلہ دے چکا ہوں جہاں تک ڈیفیکیشن کلاز کا اطلاق ہے اس کا فیصلہ چیف الیکشن کمشنر کرتے ہیں اور اس کے آرٹیکل ۶۲۳ کی جو شق ہے وہ موجود ہے تو قاضی صاحب کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے میں سیٹ نمبر ۱۶ قاضی صاحب کو الاٹ کرتا ہوں اور سیٹ نمبر ۳۷ پروفیسر خورشید احمد صاحب کو۔

قاضی حسین احمد : ہمیں اکٹھی دے دیں۔

جناب چیئرمین : ہم نے طریقہ کار یہ اختیار کیا ہے کہ لیڈرز کو فرنٹ رومیں دیتے ہیں اور پھر جو ڈپٹی لیڈرز ہیں اس لئے وہ ساتھ ہی ہونگی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کو اکٹھا کر دیں گے کیونکہ آپ فوری طور پر مانگ رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : نہیں ٹھیک ہے مناسب ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں مشکور ہوں۔ خدایا آج ہم سے یہ گئے انشاء اللہ ہم پر رحمت کی بارش ہو گی۔

جناب چیئرمین : ۳۷ نمبر کونسی ہے پروفیسر تقریباً ساتھ ہی ہے۔ زیادہ دور نہیں ہے۔

(قاضی حسین احمد اور پروفیسر خورشید احمد اٹھ کر اپنی نئی الاٹ شدہ سیٹوں پر چلے گئے)

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ اپنی سیٹ سے خوش ہیں۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! آپ نے یہ مسئلہ تو قانونی اور آئینی طور پر حل کر دیا یہ ایڈھاک ڈاکٹرز کے سلسلے میں تھا۔

جناب چیئرمین : اس کی ڈسکشن ابھی شروع کرواتے ہیں۔

سید فصیح اقبال : میں عرض کر رہا تھا کہ ریلوے کے۔

جناب چیئرمین : آپ اپنی تقریر کے دوران ریلوے کا ذکر اگر کرنا چاہیں تو کر دیں۔

سید فصیح اقبال : میں چاہ رہا تھا کہ ہاؤس کے نوٹس میں یہ لاؤں یہ بالکل اسی طرح کا واقعہ ہے۔ کیونکہ ان کو بھی نوٹس مل چکے ہیں۔ وہ چار سال والے لوگ ہیں۔ یہ discrimination نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : آپ کو جب موقع ملے گا۔ جی آپ مزید کچھ کہنا چاہیں گے۔ آن دی ایڈھاک اپوائنٹمنٹ پے۔

چوہدری امیر حسین : بتایا کہ specific date۔ اس سے پہلے کے کتنے ہیں یعنی keeping in view the length of serviceہم ان کو ریگولرائز کر رہے ہیں یہ نہیں کہ ایک مہینے کے بعد کر دیں اس تاریخ سے پہلے جتنے بھی ڈاکٹرز تھے خواہ کوئی ۷۰ء میں ہے یا ۷۷ء سے ہے چونکہ ان کی سروس بہت لمبی ہو چکی ہے ان کو ریگولرائز کرنے کے لئے قانون بنایا جا رہا ہے اگر سارے کر دیں تو پھر miss-use بھی ہو سکتا ہے کہ پندرہ دن پہلے کسی کی ایڈھاک اپوائنٹ منٹ ہوئی ہے پانچ دن پہلے یا ایک دن پہلے تو وہ بھی ریگولرائز ہو جائے گا اس لئے جناب والا! اس میں کوئی discrimination نہیں ہے صرف ان کی length of service کو سامنے رکھتے ہوئے یہ قانون بنایا گیا ہے اور بے چارے جوان لڑکے تھے جب وہ اپوائنٹ ہوئے اب ان کی ایج بھی زیادہ ہو چکی ہے اس لئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے اس لئے یہ فائدہ مند قانون ہے میں یہ گزارش کرونگا کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب آپ اس پر اور کچھ تفصیل سے کہنا چاہیں گے بنیادی طور پر تو آپ نے یہ بات کہہ دی ہے۔

سید اقبال حیدر : بنیادی بات جو بل سے عیاں ہے ایک مخصوص ایڈھاک oppointee کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا جا رہا ہے وہ ایڈھاک appointees جو مارشل لاء دور کی پیداوار تھے وہ ایڈھاک appointees جو کہ غیر جماعتی اور غیر نمائندہ اسمبلی کے دور حکومت میں اپوائنٹ ہوئے وہ ایڈھاک appointees جو کہ ایک کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے جس کو کوئی اختیار نہیں تھا تین ماہ کی حکومت نے بڑی تعداد میں ایڈھاک appointment کئے۔ ستمبر ۸۸ء اور اکتوبر میں دانستہ طور پر کئے جبکہ اس وقت vacanciesتک نہیں تھیں۔ لیکن ہماری حکومت نے بیروزگاری کو بڑھانے کی بجائے کم کیا اس لئے ہم نے ایسے ایڈھاک appointees کو ڈسمس نہیں کیا تھا بنیادی انسانی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے لیکن اس سے مکمل تعصب کی بو آتی ہے کہ وہ لوگ جو ان کے من پسند دور مارشل لاء میں اپوائنٹ ہوئے وہ لوگ جو ان کے غیر جماعتی غیر

نمائندہ حکومت کے دوران اپوائنٹ ہوئے ان کو تو permanent کر دیا جائے لیکن جو لوگ بعد میں کوئی اپوائنٹ منٹ ہو گیا کیونکہ میں آپ سے ۱۲ اکتوبر ۸۸ء سے لیکر آج تک ساڑھے تین سال ہو گئے وہ لوگ جو دو سال پہلے اپوائنٹ ہوئے کیا انہیں حق نہیں ہو گا اگر یہی اصول اپنایا جائے کہ وہ بھی permanent ہوں اس لئے ہمیں ان کی تاریخ پر سخت اعتراض ہے۔ ۱۲ اکتوبر کی جو کٹ اف ڈیٹ مقرر کی ہے وہ کٹ آف ڈیٹ جو ہے وہ arbitrary بھی ہے discriminatory بھی ہے اور اس میں اقربا پروری ہے کہ وہ ہماری حکومت کے لوگ ہیں اس لئے ان کو مستقل کر دیا جائے جو بڑا غلط ہے جو بڑا افسوسناک ہے اور یہ بھی ہمیں نہیں معلوم ان کے لئے vacancies پوری طرح سے ہیں یا نہیں پھر اس میں ایک کمیٹی کی تشکیل کی تجویز دی گئی ہے کہ وہ کمیٹی جو ہے وہ ان ایڈھاک appointees کو مستقل کریگی جب یہ شق موجود ہے تو وہ کمیٹی پھر فیصلہ کر لے پھر تاریخ کا یہ کٹ آف ڈیٹ رکھنے کی ضرورت نہیں وہ کمیٹی اس بات کا بھی تعین کریگی آیا یہ اہل ہیں یا نہیں اس کے پاس مناسب تجربہ ہے یا نہیں اور vacancy ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے یا نہیں ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کریگی اس لئے ہم اس چیز کے اوپر اعتراض کر رہے ہیں کہ کٹ آف ڈیٹ بالکل غیر مناسب ہے جبکہ کمیٹی کو یہ اختیار ہے وہ تمام معاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے اوپر اپنی تجاویز اور ریکمنڈیشن دے اور اس لئے ہم کہتے ہیں اول تو یہ ایڈھاک اپوائنٹ منٹ ہونا ہی نہیں چاہیئے اور اگر رکھ رہے ہیں تو اس میں یہ تعصب اور discrimination نہ برتیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : شکریہ، جناب فصیح اقبال صاحب۔

<u>سید فصیح اقبال</u> : جناب یہ جو بل آیا ہے یہ بالکل قابل مستحسن ہے اس لئے کہ ان کو ایڈھاک ڈاکٹرز کے لئے یا ایڈھاک ملازمین کے لئے کم از کم حکومت کو خیال تو آیا کہ ان کو ریگولرائز کریں میرا اصل میں یہ اعتراض تھا صرف ڈاکٹرز کے لئے خصوصی رعایت کیوں باقی فیڈرل گورنمنٹ کے جو لوگ ہیں ابھی حال ہی میں مجھے پتہ چلا کہ ریلوے

کے کوئی ۴۳ ایڈھاک انجینئرز کو نوٹس دیا گیا ہے کہ ۳۰ جون سے ان کی سروسز ختم کر دی گئی ہیں جبکہ ان کی ملازمت بھی پانچ سال چھ سال سے لیکر تین سال تک ہے میں یہ نہیں کہتا کہ اس حکومت میں بھرتی ہوئے اور جناب چیئر مین صاحب آپ کو علم ہو گا بہت سے محکموں میں پندرہ پندرہ سال سے لوگ ایڈھاک اپوائنٹ منٹ پر ہیں لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون صرف ڈاکٹروں کے لئے لایا جا رہا ہے تو یہ اس لئے مناسب نہیں ہے کہ discrimination تو آتا ہے آپ ڈاکٹروں کے لئے یہ کر رہے ہیں یہ ڈاکٹروں کا حق تھا ایک عرصے سے ڈاکٹر چیخ رہے تھے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پریشر ڈالے اس کا کام ہو جائے۔ ابھی حال ہی میں وزیر اعظم صاحب نے فیڈرل گورنمنٹ کے کینٹ کے جو سکولز تھے ان کے اساتذہ کو دو سال کی مدت کے انہوں نے وہیں موقع پر آرڈرز دیئے ان کو ریگولرائز کر دیا جائے۔ جب اس قسم کے فیصلے آؤٹ سائیڈ دی پارلیمنٹ ہوتے ہیں تو یہ ہمیشہ اسی قسم کی باتیں آتی ہیں آپ کیوں کسی سروس سے تخصیص کریں۔ پاکستان گورنمنٹ کے فیڈرل کے جتنے بھی ملازم ہیں ان سب کا حق بنتا ہے کہ ان کے ساتھ یکساں سلوک رکھا جائے اور میرے خیال میں ریکروٹمنٹ پالیسی میں جتنے بھی قوانین ہیں وہ تمام سرکاری ملازمین کے لئے یکساں ہیں کسی بھی پیشے کے ساتھ مخصوص رویہ رکھنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ جہاں تک بل کا تعلق ہے میں اس کو سپورٹ کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ امنڈمنٹ بھی پیش کرتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے تمام جو ملازمین ہیں خصوصی طور پر ریلوے کے اس طرح سے اور بھی محکمے ہو سکتے ہیں وہ بھی مظاہرے کریں ایجی ٹیشن کریں۔ جب حکومت نے ایک فیصلہ کر لیا ہے جہاں تک مدت کا تعلق ہے۔ حکومت ایک تفصیل بتائے ایک ڈیبیٹ کرائے پاکستان میں کتنے لوگ اس وقت ایڈھاک بنیادوں پر کام کر رہے ہیں اور اس میں صوبوں کا کوٹہ بھی ہو گا اس طرح کئی نئی چیزیں پیدا ہونگی تو میرا یہ خیال ہے کہ اس بل کے سلسلے میں آپ ان لوگوں کو بھی رکھیں جیسے دوسرے فیڈرل ملازمین ہیں جیسے ریلوے کے ہیں۔

Mr. Chairman : Mr. Yahya Bakhtiar.

Mr. Yahya Bakhtiar : I fully support what the honourable Member has said. But the matter is of law and fairness. You must not be discriminatory. I read some papers in which I found that the last date of the service of the Engineers is 30th June, 1992, but at the same, time, the Prime Minister has been given the discretion that he may allow anybody he wants. But a set of rules applies this, who is the Prime Minister? It should be through the Public Service Commission, some other body on merit. So, Sir, this is a very very unfair,. which is happening, and I fully support him that these Engineers; 43 from Sindh or any other place they should also be regularised. It is very unfair that the Medical Officers are regularised and other services are not. That is all. Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you.

چوہدری امیر حسین : میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ بعد میں ایک دفعہ ہی کلیریفیکیشن کر لیں۔

بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین! یہ بل جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایڈھاک ملازمین کو مستقل کیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں تو اس بات کے حق میں ہوں کہ ایڈھاک ازم کو ختم کیا جائے اور جس نے بھی یہ ایڈھاک ازم شروع کیا ہے، یہ بری چیز ہے۔ تاہم اب آپ اس بل کے تحت ایڈھاک ڈاکٹروں کو کنفرم کر رہے ہیں تو یہ اچھی ابتدا ہے اور ہمیں گورنمنٹ سے یہ توقع بھی کرنی چاہئے کہ اور محکموں میں ایڈھاک پر جو ملازم کام کر رہے ہیں، ان میں جو deserving کیس ہیں، ان کا بھی ایڈھاک ختم کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ ہم اس چیز کی مخالفت کریں، بلکہ ہمیں اس کی سپورٹ کرنی چاہئے تاکہ یہ ایڈھاک ازم ختم ہو، ایسے ہم لوگوں کو نکالیں گے تو بے روزگاری زیادہ ہو جائے گی اس لئے ہم ایسے لوگوں کو مستقل کرینگے لیکن اس میں یہ بات ضرور ذہن میں رکھی جائے کہ میرٹ پر یہ کام ہو، ایسا نہ ہو کہ جو بھی ملے اسے رکھ لیا جائے، کسی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ فلاں پارٹی ہے، اس لئے اسے رکھ لیا جائے۔ میرے خیال میں یہ

ایک اچھا بل ہے اسے پاس ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : شکریہ، قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد : میں اس بل کی مخالفت نہیں کرتا کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے ڈاکٹرز بھی موجود ہیں جو پانچ پانچ سال سے یا دس دس سال سے ایڈھاک بنیاد پر کام کر رہے ہیں اور اب وہ عمر کی ایسی سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ ان کو اگر یہاں سے نکالا جائے گا تو انہیں کسی اور جگہ سرکاری ملازمت نہیں مل سکے گی لیکن میں وہی بات کہنا چاہتا ہوں جو جناب فصیح اقبال نے کہی ہے اور اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ ریلوے کے محکمہ میں ڈاکٹرز اور انجینئرز کو نوٹس جاری کئے گئے ہیں کہ ان کی ملازمتیں تیس جون تک ختم ہو جائیں گی اس میں ایسے ڈاکٹر بھی موجود ہیں جو دس سال سے ریلوے میں ایڈھاک کام کر رہے ہیں ، ایسے انجینئرز موجود ہیں جو پانچ پانچ، چھ چھ سال سے ریلوے میں ایڈھاک بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ کوئی غیر مستند لوگ اور غیر تعلیم یافتہ لوگ انجینئرز یا ڈاکٹر کی آسامیوں پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ بلکہ ان کو ایک پراپر طریقے سے، ایک ٹیسٹ لے کر، کوالیفائیڈ اور تعلیم یافتہ افراد کو انجینئرز اور ڈاکٹرز بھرتی کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں اس بل کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ متعلقہ حکومت اور متعلقہ وزراء سے وہ ہمیں یہ یقین دھانی کرائیں کہ وہ امتیازی سلوک نہیں کرینگے اور وہاں پر جو ڈاکٹرز یا انجینئرز جن کو ۳۰ جون تک ملازمت سے فارغ کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے، اس نوٹس کو فوراً واپس لیا جائے۔ اگر اس کو واپس نہیں لیا جائے گا تو میں سمجھوں گا کہ یہاں پر امتیازی سلوک کیا جاتا ہے جو دباؤ ڈال سکتا ہے، جو مظاہرہ کر سکتا ہے اس کا کام ہو جاتا ہے۔ ان بے چارے انجینئروں نے کہا کہ ۴۳ ہیں، ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر ۷۰ بن جاتے ہیں۔ ان میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو دس دس سال سے کام کر رہے ہیں چونکہ ہماری تعداد ۷۰ ہے اس لئے ہم کوئی بہت بڑا مظاہرہ نہیں کر سکتے، پریشرائز نہیں کر سکتے لیکن بار بار وزیر اعظم صاحب نے اور ریلوے کے وزیر نے ان کے وفد کو یقین دھانی کرائی ہے کہ انہیں ملازمت سے نہیں نکالا جائے گا لیکن ان کا کام نہیں ہوا۔ یہاں تک

انہیں کہا گیا ہے ، اس کے بارے میں ان کے جو لیڈر ہیں انہوں نے مجھے ملاقات کر کے بتایا کہ ریلوے کے وزیر نے انہیں یہ تک کہا کہ اگر ان کا یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا اور وزیر اعظم اس کے بارے میں کوئی رکاوٹ ڈالیں گے تو میں کابینہ کی میٹنگ کے اندر ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالوں گا، اب کہاں تک ریلوے کے وزیر، وزیر اعظم کے گریبان میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں اس کے بارے میں کہا کچھ نہیں جا سکتا لیکن یہ بھڑک انہوں نے ان کے سامنے ماری ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا فرض ہے اور اگر ہم سے یہ بل پاس کروانا چاہتے ہیں اور یہاں اسے سینٹ میں لے کر آئے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے پرابلم کو تسلیم کر لیا ہے کہ ایڈھاک ازم غلط ہے ایک سسٹم کو انہوں نے چلا دیا تھا اب ایڈھاک جو ملازمین پانچ دس سال سے کام کر رہے ہیں انہیں ریگولرائز کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یہ امید بھی ہے کہ ان کو ریگولرائز کرنے کے بعد اس سسٹم کو آئندہ سے بند بھی کر دیں گے۔ ریگولر طریقے سے باقاعدہ میرٹ کی بنیاد جو عام طریقہ ہے اس کے مطابق نئی appointments کرینگے۔ لیکن اب تک جو غلطیاں انہوں نے کی ہیں ان کو ٹھیک کرنے کا صرف یہی راستہ ہے۔ اب اگر یہ ہم سے یہ بل پاس کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں یہ یقین دہانی بھی کروا دیں کہ جو دوسرے محکموں میں اسی طرح کے لوگ ہیں ان کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے گا اور انہیں نہیں نکالا جائے گا اور ان کے خلاف جو نوٹس جاری کئے گئے ہیں ان کو واپس لے لیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئر مین : شکریہ جام کرار الدین صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین : جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد طارق چوہدری : جی، جناب چیرمین! آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کل ہم نے یہ بات طے کی تھی کہ ایوان میں سندھ کی جو امن و امان کی صورت حال پر بحث کی جائے گی، اور اب اس وقت ۳۰ء۱۱ ہو چکے ہیں۔

جناب چیئر مین : میرا خیال تھا کہ ساڑھے گیارہ بجے اس پر تقریریں شروع کر

دیں گے۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب، میری بات پہلے سن لیں۔ لہٰذا ایک تو یہ کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے دوسری چیزوں کے لئے اتنا ٹائم دے دیا ہے جس کے بعد ہمارے پاس بمشکل دو گھنٹے بچیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ سندھ میں جو صورت حال ہے اور لوگوں کے اوپر ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے، یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اتنے اہم ایشو پر ایک تو ہم اس پر ایک دن میں ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ وقت دیں اور پھر اس کو بھی ٹائم میں مقید کریں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ سینٹ کا اجلاس اگر پندرہ دن اور بھی چلایا جا سکتا ہے تو چلایا جائے، اس میں کوئی وقت کی پابندی نہیں ہونی چاہیئے، جو ممبر جتنی بات، جتنے وقت میں جتنی سنجیدگی میں کرنا چاہیئے اس موضوع پر اس کو کرنے دی جائے اور یہ جو تین دن کی بات ہے اس کو ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین : یہ تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : آپ اس کو دوبارہ ایوان کے سامنے رکھیں، ایوان اس کو ریویو کرنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین : ہمارے پاس بہت سارا کام ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : سندھ سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں ہے، سندھ کے حالات سے زیادہ اہم کوئی کام نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : میری تجویز ہو گی کہ ساڑھے گیارہ سے۔۔۔

جناب محمد طارق چوہدری : آپ جناب یہ تجویز ایوان میں رکھیں ہم اس کو ریویو کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : فیصلے کے مطابق اس پر تین دن بحث ہو گی۔

جناب محمد طارق چوہدری : نہیں، تین دن نہیں ہونی چاہیئے بلکہ زیادہ دن بحث ہونی چاہیئے۔ پندرہ دس منٹ میں بات نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین : آپ تشریف رکھیں، فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : ایوان نے فیصلہ کرنا ہے، اس لئے آپ اسے دوبارہ ایوان میں رکھیں۔

جناب چیئرمین : کل فیصلہ ہو چکا ہے اور بار بار فیصلے نہیں ہوا کرتے۔

جناب محمد طارق چوہدری : پھر آپ تین دن کے لیے پروگرام اس طرح بنائیں کہ اجلاس ۹ بجے شروع کریں اور اجلاس کو ڈیڑھ بجے تک چلائیں۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ آپ ساڑھے گیارہ بجے اسے شروع کریں۔

جناب چیئرمین : طارق صاحب، تشریف رکھیں، تین دن دیکھ لیتے ہیں، اس کے بعد اگر ضرورت پڑی تو دوبارہ review کر لیتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : میں عرض کرتا ہوں کہ سینٹ کی کمیٹی نے سندھ کی صورت حال پر ایک رپورٹ تیار کی تھی لیکن اس پر بات نہیں ہو سکتی بد قسمتی سے، اب صورت حال یہ ہے کہ آپ نے بحث کے لئے تین دن رکھے ہیں۔ اور یہ بھی ساڑھے گیارہ بجے، آپ یہ دیکھیں کہ ساڑھے گیارہ بج گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : تو ساڑھے گیارہ شروع کر دیتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : ایسے بحث مکمل نہیں ہو سکے گی۔ یا تو آپ صبح و شام سیشن چلایا کریں۔ یا پھر دن بڑھا دیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے اس تجویز کو بھی دیکھ لیتے ہیں لیکن مناسب یہ ہو گا کہ جب ایک فیصلہ کر چکے ہیں اس پر عمل کر کے دیکھ لیتے ہیں، اور تین دن کے بعد اسے ریویو کر لیتے ہیں کہ اب کیا پوزیشن ہے، کتنے بول چکے ہیں۔ یہ کرنا کہ کل شام ایک فیصلہ ہوا اور آج کوئی دوسرا فیصلہ کریں یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ ہم تین دن دیکھتے ہیں کہ کیا پوزیشن بنتی ہے اس کے بعد فیصلہ کر لیں گے۔ یہ دیکھیں گے کہ کتنا کام نکلتا ہے، کیا کوئی سپیکر رہ جاتا ہے یا نہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب، پھر ٹائم لمٹ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : ٹائم لمٹ تو ہو گا، اس کے بغیر تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ٹائم لمٹ نہ رکھیں تو پھر یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں کو زیادہ ٹائم مل جاتا ہے اور کچھ کو کم ملتا ہے، یہ تو نہیں ہونا چاہئے، کچھ ٹائم لمٹ تو ہونی چاہئے۔ چلو، کوئی مناسب لمٹ مقرر کر لیتے ہیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پندرہ منٹ میں تو میرا خیال ہے کہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے، کم از کم آدھا گھنٹہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : میرے پاس کم از کم تیس نام ہیں، آدھے گھنٹے کا مطلب ہے کہ آپ کو ۱۵ گھنٹے چاہیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : ایک ایک گھنٹہ سے کم وقت نہیں ہونا چاہئے اور یہ تیس گھنٹے کوئی زیادہ وقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں یہ، یہ بہت زیادہ ہے، جب ہمارے پاس کام ہو تو اس حساب سے کام کو تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی کام ہوتا ہے پارلیمنٹ کا، ہر ایک کام کو کرنا ہوتا ہے اور ہر ایک کام کے لئے وقت کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اب ایسے نہیں ہے کہ یہ چھوڑ دیں اور وہ کر لیں، ایسے نہیں ہوتا ہے۔ انشاء اللہ اگر سیشن کو بڑھانا پڑا تو بڑھا بھی دیں گے۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔

چوہدری عبدالغفور : جناب والا! سندھ کی صورت حال کے بارے میں گورنمنٹ نے خود پہل کی ہے کہ اس پر بحث کی جائے۔ اس پر رکن کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے گا لیکن یہ بات کہ اس کے لئے غیر معینہ وقت دیا جائے، یہ آپ نے صحیح فرمایا ہے کہ صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نیشنل اسمبلی میں کیا ٹائم لمٹ رکھا تھا آپ نے۔

چوہدری عبدالغفور : وہاں تو ۱۵ منٹ رکھے تھے، بارہ منٹ بھی رکھے تھے پھر اس کے بعد سات منٹ تک آ گئے جی۔ لیڈرز کو ۱۵ اور باقی کو دس بارہ منٹ دئیے تھے۔ اس

کے لئے تجویز ہے جناب اگر مزید وقت کی ضرورت ہے تو وقفہ سوالات کو Suspend کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین : وہ دیکھ لیں گے ناں فوری طور پر تو suspend نہیں ہونا چاہیئے۔

چوہدری عبدالغفور : نہیں ہونا چاہئے تو پھر جناب والا! لیجسلیشن چونکہ اہم ہے اور قدغن ہے کہ دو یا تین ماہ کے اندر اندر بل کو پاس کریں۔ اس کو clear کیا جائے۔

جناب چیئرمین : سب کریں گے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ قانون سازی بھی ہو، سوالات بھی ہوں، سندھ صورتحال پر بحث بھی ہو اور سارے کام ہوں۔

چوہدری عبدالغفور : میرا خیال ہے بارہ بجے سندھ پر بحث شروع کر دیں۔

جناب چیئرمین : نہیں ساڑھے گیارہ بجے شروع کر دیں گے۔ جی جناب مظہر علی صاحب۔

سید مظہر علی : جناب عالی! مجھے اس سلسلے میں عرض یہ کرنا ہے کہ اس وقت جو سندھ کی صورتحال ہے وہ اتنی ضروری ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیئے اور یہی چیزیں ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی آپ کی بات مان لی جاتی ہے اور اب ساڑھے گیارہ بجے تک We will defer this legislative business till tomorrow and we will start discussion on the Motion moved by the Interior Minister Yesterday regarding the situation in Sindh تو اس پر لیڈرز کے لئے ۲۰ منٹ اور باقی کے لئے بارہ منٹ۔

(مداخلت)

حاجی جام کرار الدین : لیڈرز کے لئے آدھ گھنٹہ اور باقی کے لئے ۲۰ منٹ۔

جناب چیئرمین : نہیں یہ زیادہ ہیں اس طرح ہمارا کام نہیں ہو گا۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب ۱۵ گھنٹے ٹوٹل بنتے ہیں آدھ گھنٹہ ہر ایک کو دے دیں۔

جناب چیئر مین : آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : نہیں سنی ہے۔

جناب چیئر مین : فرمائیں دوبارہ سنا دیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : دوبارہ یہ ہے کہ ۱۵ گھنٹے بنتے ہیں اور یہ مناسب نہیں ہے کہ بارہ منٹ میں اتنے اہم موضوع پر یہ کوئی آدمی بات نہیں کر سکتا۔

جناب چیئر مین : آپ کے خیال میں کتنا وقت ہونا چاہئے؟

جناب محمد طارق چوہدری : کم از کم پونا گھنٹہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئر مین : نہیں یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : نہیں ہے تو نہیں ہے ہم باہر چلے جائیں گے آپ اندر بیٹھے رہیں گے۔

جناب چیئر مین : نہیں نہیں کوئی مناسب وقت رکھیں۔

Haji Jam Karraruddin : Sir, my proposal is 30 minuts for the leaders and 20 minuts for the Speaker Sir.

Mr. Chairman : Right. So the concensus is 30 minuts for the leaders and 20 minuts for the ordinary members.

(interruption)

سید مظہر علی: جناب چیئر مین! اس میں یہ بھی کریں ناں کہ اگر کوئی ممبر دوسرے کو اپنا ٹائم دینا چاہے تو وہ بھی ہو سکے۔

جناب چیئر مین: وہ دیکھ لیں گے ناں۔ let's proceed and then see.

So the concensus is now that half an hour for the leaders and twenty minuts for other members and rest we will see as we go along. Yes Yahya Bakhtiar Sahib.

Mr. Yahya Bakhtiar : Mr. Chairman! This is a very serious

situation which is happening in Sindh and very sad thing I have been out of the country, I really do not know what actually happened when this action was ordered I was not cored. I heard about the action under Article-147 and a discussion and controversy about Article 147 and 245 of the Constitution. Mr. Chairman Sir. There were some discussion and controversy as to what happened in 1990.

Mr. Chairman : Yes Jam Gohar Sahib.

Jam Gohar : Sir, I request that this matter is of serious nature, what has happened in Sindh so you should...

Mr. Chairman : Actually, I will have to go for some minutes because I have a meeting with Mr. Speaker and the Finance Minister in connection with Parliament Lodges.

Jam Gohar : Every thing should come within your knowledge also.

Mr. Chairman : I will come but for the time being Mr. Jabbar will preside for some time. I will come after the meeting is ended.

.....*[At this moment Mir Abdul Jabbar occupied the chair]*.....

Mr. Yahya Bakhtiar : I am very glad to see my colleague from Balochistan presiding over the Session.

Mr. Presiding Officer (Mir. Abdul Jabbar) : Thank you very much.

DISCUSSION ON LAW AND ORDER SITUATION IN SINDH

Mr. Yahya Bakhtiar : Mr. Chairman! I was just submitting that I was away from the country when I heard the action in Sindh and that Article 147 of the Constitution has been invoked for the purpose of this action and then I also heard objections from my party and I think they were correct objections. That in 1990 under

the Article 147 an attempt was made to invoke it by dealing with the Sindh situation. At that time the President was not of the view that 147 is an appropriate provision of the Constitution under which this action could be taken. The President, I understand, has not agreed with that, I deny that in 1990 he was against Article 147 or even the Peoples Party, Prime Minister has moved the President to invoke Article 147.

But Sir the fact is that the controversy did arise. I as Attorney General of that time, I was asked by my Prime Minister Mohtrama Benazir Bhutto to give my views whether under article 147 or 245 the action could be taken and I frankly say that I was of the view that appropriate provision of the Constitution is 245. The anxiety of my Prime Minister and the Government was that if action is taken and powers are given to the armed forces under 245 then the powers of the high court are suspended, jurisdiction of the high court is suspended in the area where the army is aiding the civil power. Therefore, and I want to, I have to understand that at that time Chief of Army Staff also wanted that power under 245 should be given so that army could effectively deal with the situation. But anyway I was overruled by my Prime Minister and not for the first time I have been overruled, I have been overruled many times but that with the authority and the discretion of the leader of the party and the party I had. I am not digressing the election of the President. Mr. Ghulam Ishaq Khan should not be elected. He is not a right person to be elected. I advise my Prime Minister but I was overruled. I advised the Prime Minister that the powers of appointing judges belongs to the duty of the executives, to the Prime Minister not to the President. On that the case went to the court and it is a story which I even know there were a parallel Government in the country, the President is acting as a parallel Government to the Federal Government. He sent letters to lawyers that you represent me and Attorney General is representing the Prime Minister. I said well I resign I referred then the federation which include the President and the Prime Minister and better said prevail and those letters are not pressed but I was again overruled by my own Prime Minister they say no we want to compromise with the President and I was told to withdraw the applications which are pending with the Supreme Court I refused I was asked to go to the United Nation to represent Pakistan in their party conference and the Deputy Attorney General moved and reviewed the case. But that is O.K. that is my party they can take

any decision they want, even now, I am under quite a few resctrictions. But the fact to me Sir, what I want to point out, is that one must look at the Constitution and honestly interpret it. My view is, it may be wrong that once a Constitution or a law provides a specific provision for a purpose to be achieved that only that provision could be applied, not a general provision, special must prevail over the general. This is the basic rule, honourable Law Minister will agree with me. Now under the Constitution Article 247, 245 there is a section which is the Armed Forces shall under the directions of the Federal Goverment defend Pakistan against external aggression or threat of war and subject to law, act in aid of civil powers, been called upon to do so. This is a very specific provision where the armed forces could be called upon to act in aid of civil power subject to law. There is no other provision in the Constitution rather way to deal with this emegency was under Article 232 or 234 declare emergency, suspend the powers of the Government but that would not have solved the problem I agree it. So, it will not help that those were the rules there that will not help. This may be the correct measure but I had submitted the objection was that if we resort to 245 and the power delegated under 245 then the power of the High Court is suspended, the jurisdiction is suspended in the areas where the army is acting to aid the civil power. Sir you cannot eat your cake and have it. If you want the armed forces to act in aid to civil power you have to give them power to act efficiently achieve the purpose at the same time, you cannot interfere with them. Now the honourable Minister for Interior he suggested yesterday that the armed forces are certainly given the power or even rangers who come under the control of the armed forces. They have been given the power of search and arrest. Now on one hand the armed forces will get hold of some subversive elements and decoits and terrorists or alleged terrorists and at the same time there will be writ from the High Court "released him" produce before the court, showcause you cannot eat your face and have it and I was surprized well I read in yesterday's paper that the President says that

سول حکومت اور ملٹری آپریشن ایک ساتھ چل سکتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا:

(فارسی شعر)

If you want to make omlet you have to break eggs. You can't have omlet without egg. The President was not of this view in 1990 and

he suddenly changed his view I am very glad that he is changed but at that time Mr. Fakharuddin G. Ibrahim was Governor, Sindh and he told me the President will never like my views, my opinion, seldom like them, said at that time that Army General has given the correct view that it is article 245 under which action could be taken and not 147. I can produce the record before the Assembly, before this House what I said, what the Prime Minister said at that time but his views were as General Baig views were. So Sir I am not raising controversy, I am just wanting to point out that when you have to do a certain thing in a certain manner which will be done only in that manner and not at all. Article 147 is no solution. If you want the army to act and act in aid of civil power to deal with the serious situation very serious situation. Sir you know that in the interior this is the rain of decoit and urban area is the rain of terrorists. You know that has happened. Sir many years ago about 30 years ago I went Quetta in a car I was a young man with me wife and two small children, from Quetta in the way to Karachi I stopped then at Sukkur, reached Karachi peacefully. No question of being the fear and apprehension that anybody will stop me, there will be hold at, there will be harrasment that was Pakistan, that was sense of security. When anybody say today that he is going to leave Quetta and come to Karachi by car from Quetta via Sukkur, impossible. We must restore that sense of security we must restore that rule of the law that was for Pakistan which Quaid-e-Azam envisaged. When the rain of terror, rain of decoit. Now we see Sir what is happening in Karachi and may be Hyderabad, this is simply shafi, it is painful the gruesome details that came out that some torture cells were set up how people were tertured, how people were harassed, kidnapped, blackmailed, I am not blaming any particular party I have been condemning all fascist parties whoever it may be. But this rain of terror must come to an end. People could not speak out, people could not express their opinion. One honourable member said that my party believes in democracy of the Senate, but who will obey the order? The decision lies with one man and he will decide that is not democracy. No man has the right to decide I am a follower of Quaid-e-Azam, again and again decisions were taken into the working committees and the council. Sir I give you a small example of 1947, I would not take more than half hour Sir, in 1947 when Pakistan was being established there were the two 2nd June Plans which were given to the Congress and the Muslim League and they were told by Lord Mount Batten that on the 3rd June there will be an

announcement on the 2nd June Plan they should place their views before the Viceroy and the Governor General. The Congress party met, decided working committee or the central committee and they suggested they will accept that 2nd June Plan. Muslim League Working Committee met for a long time discussed, then after that at mid night a minute before mid night as Campaign Jogson, Lord Mount Batten's Press Secretary, wrote in his book "Mission with Mount" hatten, he said one minute to mid night, Mr. Jinnah arrived and he told Lord Mount Batten that you will collect our decision through mail. He said well the final decision will be taken by the Council of the All India Muslim League that is our Parliament. It is your working committee, that is my nominated body what difference does that make. They say what are your personal views. He said my personal view is that I accept it but I do not agree with it. It is what the difference. This is a very simple english telling me an englishman, I accept it because I have no other alternative. I do not like it because you devided Punjab we devided Bengal but I have no other alternatives but ultimate decision will have to be taken by the Council of All India Muslim League. That was democracy. He was also a person who was most popular. Any decision would have been accepted. They say no, the Council take the Mount Batten ultimately told him please Mr. Jinnah you said you accept it, tomorrow morning you said you accept it as far Muslim League Council is concerned if you tell them that you accept it they will not accept it. He say I know they are very kind they may accept it where decision will be taken by them. It is always tomorrow you just say you accept it I will not go to the working committee I will not go to the Council. Jinnah has accepted it but Mr. Jinnah despite of that Dehli Imperial Hotel All India Muslim League Council was invited, he came, meeting was held and they decided that they accept it. So Sir, my humble submission is that we in this country want democracy and rule of law. I do not like Army action. I do not like army to be invited but when the surgical operation is necessary by the very serious illness, it has to be done and I will say it should be done I have full confidence that the armed forces will act in a manner which is very fair, just indiscreminatory. I do hope that the story of Banlgadesh will not be repeated, I do hope that the army will succeed to put an end to this Bairut like a situation. Bairut like situation in Karachi, Karachi is devided, there are big steel gates, you can't go beyond this gate, you can't go beyond that gate, there are torture cells. There is kidnapping for ransom, kidnapping for

murder. These things could be put to an end and if there have been rule of law again if I have fairplay, justice, peace I will be proud of my army but if I hope and pray to God and Bangladesh story is not repeated anybody should not act in unfair manner, they should make a manner. Sir another thing which is important is that while dealing with this serious situation army should have a free hand, they should not be hampered, they should not feel relunctant to act, they should not be operated to act. They should not be apprehensive of interference by the High Court or by the Federal Government. That is why I said article 245 give them that confidence. I do not like a power to suspend it of the High Court but we in this country were used to succession of High Court jurisdication for 8 years under Martial Law, four years before by Yahya Khan. So if for six month they can achieve this purpose and I do hope they will achieve that purpose. Then that will be very great thing I for one want this purpose to be achieved. I want Sindh I am proud of Sindh, it is part of my country, it is a beautiful country but rule of decoits in interior Sindh and the rule of terrorists in Urban areas must come to an end, as soon as possible and I will also be very glad that our armed forces after accomplishing the job which salute the civil authority and go back to the barracks catches their functions. The other day somebody said it was said before, also in the 1877. Actually, if former Chief Justice how is disappointed, he said, when you ask the armed forces to come to your aid in Karachi, Hyderabad and Lahore and they will think that was may desert takeover the country you have mismanaged. This is very unfortunate think to say. Sir in India the armed force had been called again and again in Punjab, in Kashmir, in Occupied Kashmir, in Nagaland and in other areas, they does not think because you mismanaged, therefore, we will repay to whole. If this is oldest democracy in the world, Parliamentary Democracy of England, what is happing in our land? For decades the armed forces have been employed called in aid of civil power they do not think of it. So I will request my armed forces please do not think in these terms, thank in terms to do your duty honestly according to your Character, according to your oath, according to your Constitution, we will be proud of you. We should not be ashamed of you as we were in 1970 what happened in Bangladesh. I have read the Wah Commission Report and I will tell the leader of armed forces pleased read it what happened there? Why it was not published. So with these few words Sir I say that tomorrow if we have achieved this purpose-peace in Sindh good

relation in Sindh this feeling of ethnic hatred a partisan hatred terrorism, these must come to an end, there should be brotherhood, equality, fraternity that we want in this country which Islam teaches us which is a purpose for which the person has achieved that, it is not the thing in Punjab. It is the Sindhis, it is the Mahajar we are all equal citizens of the State please call the speeches of Quaid-i-Azam again and again and the same lesson is given. I hope keeping that in mind we will be very fortunate if this purpose is achieved and rule of law, peace may restore again in Karachi. Sir thank you very much.

Mr. Presiding Officer : I will now request Mr. Abdul Rahim Khan Mandokhail.

جناب عبدالرحیم خان: جناب لسٹ پر میرا نام چوتھے نمبر پر تھا۔ اور پھر میں نے درخواست کی تھی کہ مجھے ٹائم دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بہتر ہے۔ آپ کو کل ۲۳ کو ٹائم دیا جائے گا۔

Next now would be Mr. Manzoor Khan Gichki.

جناب منظور احمد خان گچکی : شکریہ جناب چیئرمین۔ آج جس مسئلہ کے بارے میں بحث ہو رہی ہے وہ اتنا اہم ہے کہ شاید پاکستان میں اس given situation میں شاید اس سے زیادہ اہم کوئی اور مسئلہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین۔ آج میں جس خطے کے بارے میں بول رہا ہوں۔ وہ مظلوم ہے۔ اور ۴۳ سال سے محرومیوں اور مایوسیوں کا شکار ہے۔ جناب چیئرمین! سندھ اس خوبصورت دوشیزہ کی مانند ہے جس کے بدن کے کپڑے تار تار ہیں اور اس کا جسم خون سے لت پت ہے۔ جناب چیئرمین! میرا سندھ کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ ہے اور یقیناً سندھ میں بسنے والے ہر سندھی کی طرح میرا دل بھی خون کے آنسو روتا ہے۔ جناب چیئرمین! ویسے تو ۴۷ء کے بعد اس ملک کے حکمرانوں نے کسی نہ کسی طریقہ سے اس ملک کی مظلوم قوموں کو اور مظلوم طبقات کو اپنی سیاسی درندگی کا نشانہ بنایا ہے اور اس کا تسلسل آج ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم تاریخ کے اس حصے کی طرف جائیں گے جہاں پر جو وعدے وعید کئے گئے تھے اور پھر ان سے روگردانی کی گئی تو آپ کی سمجھ میں یہ بات آئے گی کہ سندھ کی جو صورت حال ہے وہ انہی پیرائے کے تحت

یا انہیں context میں اگر ہم دیکھیں تو ہماری سمجھ میں آئے گی۔ جناب چیئر مین! ہم ہر سال ۲۳ مارچ مناتے ہیں اور ہر سال ۲۳ مارچ کو defy کرتے ہیں۔ ہم ہر سال ۲۳ مارچ کو فوجی پریڈ کرواتے ہیں۔ اور ۱۹۴۰ء کی قرار داد کی بڑے شدومد سے تعریفیں کرتے ہیں ۔ لیکن آج تک جناب والا! ۱۹۴۰ء کی قرار داد کو کسی نے دل سے مانا ہی نہیں۔ اگر وہ اسے مانتے تو آج اس ملک میں یہ انجام نہ ہوتا۔ جو آج ہمیں دیکھنے میں آرہا ہے۔ جناب والا! اس میثاق کو اس معاہدے کو کہ جو اس خطے کے لوگوں کے درمیان ایک خوبصورت ترین معاہدہ تھا۔ اسے Objective Resolution کی بھینٹ چڑھایا گیا۔ اور جب تک قائد اعظم محمد علی جناح زندہ تھے اس وقت تک کسی میں بھی یہ جرات نہیں تھی کہ وہ اس میثاق کو توڑے۔ جناب چیئر مین! میں یقیناً آرمی آپریشن کی مخالفت کروں گا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! میں بڑے افسوس کے ساتھ آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ایوان میں سندھ کے حالات پر بحث ہو رہی ہے اور حکومت کی طرف سے نہ وزیر داخلہ موجود ہیں نہ کوئی ایسے منسٹر موجود ہیں کہ جو نوٹس لے رہے ہوں اور نہ ممبران میں کوئی حکومتی بنچز کی طرف سے۔ آئی جے آئی کی حکومت کی جو صورتحال ہے وہ آپ کے سامنے ہے اتنے اہم معاملے پر بحث ہو رہی ہے اور اس وقت آپ ذرا حالت دیکھیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں آخر ہم جب یہاں آئے ہیں تو ہم کوئی تجاویز دینے کے لئے آئے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہی حالت ہے کہ جب مشرقی پاکستان کے حالات پر بحث ہوتی تھی تو یہ اس وقت کا مغربی پاکستان ، اسی طرح کا ایوان ، جب سٹیٹ بینک ہال میں قومی اسمبلی ملتی تھی تو وہاں پر ممبران اور منسٹر صاحبان جو ہیں اسی طرح کی دلچسپی لیتے تھے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ دوھرائی جارہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جہاں تک وزارت داخلہ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے افسر صاحبان تشریف رکھتے ہیں اور وہ نوٹس لے رہے ہیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی : جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ افسر

صاحبان اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں اگر کوئی افسر وزارت داخلہ کا یہاں بیٹھا ہوا ہے تو ویسے بھی اصولاً نوٹ نہیں لے سکتے نوٹس منسٹر کو لینا چاہئیں لیکن بد بختی یہ ہے کہ اس ملک میں کسی بھی مسئلے پر -- ہاں موٹر وے کے مسئلے پر تو پورا جم غفیر آئے گا بینکس نیشنلائزیشن پر تو سارا ایوان بیٹھے گا لیکن جو سب سے بڑا مسئلہ یہاں پیدا ہو گا اس ملک کی بقا کا وہاں پر سارے لوگ یا تو آپس میں بات کر رہے ہوں گے یا اس ایوان میں نہیں ہوتے یہ تو شروع سے وطیرہ ہے۔ اسی لئے تو یہ ملک دو ٹکڑوں میں بٹ گیا ہے۔

Syed Abbas Shah : I definitely support the views of Mr. Gichki ہمیں صدارتی خطاب پر بحث کے دوران میں بھی تجربہ ہوا ہے کہ کوئی نوٹ نہیں لیا گیا کسی محکمے کے متعلق جو ایشوز یہاں پر اٹھائے گئے ہیں وہ pass on نہیں ہوئے ہیں یہ debete ہم یہاں پر کر رہے ہیں بالکل بیکار ہے It will not carry any weight except کہ اخباروں میں وہ باتیں جائیں گی اگر اس کا نوٹ نہ لیا جائے اور یہاں پر منسٹر available نہ ہوں اور خاص کر وہ منسٹر جو کہ concern ہیں نہ Parliamentary Affairs Minister موجود ہیں نہ Law Minister موجود ہیں نہ Interior Minister موجود ہیں A strong view of the this should be taken and every Senators feels in the same way, I am only conveying the same thing which every Senator feels.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! آپ فوراً ہدایات جاری فرمائیں خاص طور پر تینوں وزیروں کے متعلقہ جو اس بحث سے متعلق ہیں وزیر داخلہ ، وزیر قانون اور وزیر پارلیمانی امور کہ وہ یہاں ایوان میں تشریف لائیں ورنہ دراصل یہ ایوان کی contempt ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : contempt ہے۔ I agree with you

جناب اعجاز علی خان جتوئی : جناب والا! ایک تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کافی اہم کم از کم تین وزارتیں ایسی ہیں جو کہ یہاں پر directly under

discussionآئیں گی یہ تین وزارتیں ایسی ہیں Interior, Defence and Foreign Ministry ایسی ہیں کہ جن کا کوئی افسر ہم نہیں مانتے کہ گیلری میں بیٹھ کر نوٹس لے ہم چاہتے ہیں ہاؤس کے اندر بیٹھ کر باقاعدہ نوٹس لے اگر یہ serious discussion نہیں کرنا چاہتے ہیں تو میں request کرتا ہوں کہ تب تک اس بحث کو defer کیا جائے جناب گفتن برخاستن نہیں ہو رہا ہے کیونکہ یہ اہم مسئلہ ہے اور ہم اپوزیشن کے بینچ سے بول رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ تینوں وزیر یہاں میسر نہیں ہوتے اس بحث کو ڈیفر کیا جائے نہیں تو ہم in protest بات بھی نہیں کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میں ایوان سے اتفاق کرتا ہوں یقیناً ان وزراء صاحبان کو جن کا تعلق آج کے اس نہایت ہی اہم موضوع سے ہے، ان کو یہاں تشریف رکھنا چاہیئے اور وہ یہاں تشریف رکھیں کیونکہ یہ بہت ہی اہم اور نازک مسئلہ اس وقت زیر بحث ہے اور اس پر اس ایوان بالا کی تقاریر ہو رہی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وزراء صاحبان کو یہاں موجود ہونا چاہیئے، پارلیمانی امور کے وزیر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

چوہدری اسد الرحمان : جناب چیئرمین! میں وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ جہاں تک پارلیمانی امور کا تعلق ہے تو وزیر مملکت کی حیثیت سے میں یہاں پر حاضر ہوں۔

Syed Abdullah Shah : Point of order. Sir, the Minister of Interior is directly responsible on this issue. Yesterday I addressed a legal point when the Chairman said that you can say that at the time of your speech. I don't find the Minister here. So, we are not getting any response, this is the interest which they show in this discussion.

چوہدری امیر حسین : جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ جب بحث کی جاتی ہے تو اس کے نوٹس لے لیے جاتے ہیں اور ایک نہیں تین منسٹر یہاں بیٹھے ہوئے تھے جب یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا میں بھی لابی میں موجود تھا، وزیر قانون صاحب بھی موجود ہیں نوٹس ہم لے رہے ہیں ہمارے colleagues لے رہے ہیں۔ جب wind up کیا جائے گا جواب دیا جائے گا تو تمام نکات جو معزز اراکین اٹھا رہے ہیں ان کو باقاعدہ

نوٹ کئے ہوئے وزیر داخلہ کو یا جو بھی کابینہ کی طرف سے wind up کرے گا اس میں ہم جواب دے دیں گے۔

سید عبد اللہ شاہ : جناب والا! یہاں پر تو یہ طریقہ رہا ہے کہ اگر کوئی وزیر نہیں ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تحریک التواء بھی آپ ملتوی کر دیں۔ قرار داد نہیں چلائیں گے، وقفہ سوالات ملتوی کر دیں۔ یہ تو joint responsibility نہیں رکھا رہے ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ جو concerned Minister ہے اس کو موجود ہونا چاہیئے۔

چوہدری عبد الغفور : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ واقعی یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور یہ جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے شاید اس کو seriously take up نہیں کیا جا رہا یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے ایک تو respective Ministries کے جو ذمہ دار افسران ہیں وہ اس کے باقاعدہ نوٹس لے رہے ہیں اور یہ ان کی ذمہ داری میں ہے اور اسی لئے ان کو depute کیا گیا ہے اس کے علاوہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ جو ان کا ضروری پوائنٹ ہے میرے پاس اب بھی دیکھیں یہ نوٹ ہے for a few minutes I went to my room and there, on the speaker I was taking note. کہ کوئی بھی ضروری پوائنٹ miss نہ ہو اس لیے خدشات کا اظہار کرنا یا ہمارے محترم سینٹر حضرات کے ذہن میں ایسی بات کا آنا کہ ہمارے نوٹس نہیں لئے جا رہے اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا جائے گا یہ قطعی درست نہیں ہے ہر ایک نکتہ جس کا جواب دینا ضروری ہوا ہمارے پاس نوٹ ہو گا اور اس کا جواب دیا جائے گا آپ کو تسلی ہونی چاہیئے اور اس کے بارے میں کوئی کسی قسم کا خدشہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین نے کرسی صدارت سنبھالی)

(مداخلت)

چوہدری عبد الغفور : معزز اراکین نے فرمایا یہ ہے کہ اس کے نوٹس نہیں لئے جا رہے اور ہمارے نکات سنے نہیں جا رہے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا جا رہا تو میں یہ دکھانا

چاہتا ہوں اگر مناسب سمجھیں تو دیکھ لیں میرے پاس نوٹس موجود ہیں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ان کا جواب دیں گے اور جو تجاویز آئیں گی ان پر انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ عمل کیا جائے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! جتوئی صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس میں صرف یہ نہیں کہ کچھ وزراء صاحبان تشریف نہیں رکھتے ہیں بلکہ اکثر ممبر بھی یہاں پر کم ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو پاکستان کی زیست کا مسئلہ ہے اس میں اگر کسی ممبر کو دلچسپی نہیں ہے تو بہتر ہو گا کہ وہ پھر سینٹ کو خیر باد کہہ دے، تشریف لے جائے جناب اس میں وزارت خارجہ تو اس واسطے لازمی ہے کہ حکومت نے خود کہا ہے کہ اس میں foreign hand ہے اگر Foreign Ministry کا یہاں کوئی representative نہ ہو پھر Interior Ministry کا کوئی معقول representation نہ ہو وزارت قانون کی بھی معقول representation نہ ہو Defence کا بھی نہ ہو اور دوسرے وزراء بھی نہ ہوں تو پھر ہم یہ جو تقاریر کریں گے یہ routine میں نہیں چاہیئں سندھ کا مسئلہ -- ہم گریبان میں منہ ڈال کر ایسے محسوس کرتے ہیں کہ ہر ایک کے گھر میں یہ واقعات ہو رہے ہیں اور ایک ہی گھر میں آگ لگی ہوئی ہے اس لئے خدا را آپ کے پاس جو ممبران ہیں یا وزراء ہیں مہربانی کر کے کچھ وقت نکال کر یہاں بیٹھیں وہ ہماری سنیں ہم ان کو سنیں گے اور پھر اگر بہتر ہو گا تو ہر صبح وزیر داخلہ جو ہیں وہ کچھ نہ کچھ ہمیں بتائیں کہ سندھ میں اب تک کیا ہوا ہے کیا کامیابیاں ہوئی ہیں اور کیا مشکلات ہیں تو اور بہتر ہو گا۔

سید عباس شاہ : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون نے کہا ہے کہ نوٹس لئے جا رہے ہیں ہم Committee meetings بھی attend کرتے ہیں اور وہاں پر بھی منسٹر اور محکمے سے بات کرتے ہیں last time جب Presidential Address تھا اس میں مندوخیل صاحب نے ایک بڑے pertinent issue جو کہ کالا باغ ڈیم کا ہے اور اس پر انہوں نے اپنے views ظاہر کئے۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ نوٹ لیا جا رہا ہے ہم کمیٹی میٹنگیز بھی اٹینڈ کرتے ہیں وہاں منسٹر اور ڈیپارٹمنٹ سے بھی بات کرتے

ہیں۔ لاسٹ ٹائم جب پریذیڈنشل ایڈریس تھا تو مندوخیل صاحب نے ایک بڑے pertinent ایشو کالا باغ ڈیم پر اپنے ویوز انہیں نے ظاہر کئے۔ کمیٹی میٹنگ کے دوران میں نے متعلقہ وزیر سے اور واپڈا والوں سے پوچھا کہ کیا وہ comments جو انہوں نے raise کئے ہیں ان کا آپ کے پاس جواب ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں علم ہی نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پر ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ اخباروں کے لئے ہے۔ منسٹریز کے لئے نہیں ہے وہ ایشوز ایسے تھے میں آج بھی سمجھتا ہوں کہ وہ قومی نوعیت کے ایشوز تھے جو عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے raise کئے تھے۔ ہمارے پاس یہ ثبوت ہے کہ یہ خود موجود نہیں ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ہم نے کمیٹیز میں ان کو چیک اپ بھی کیا ہے وہ ایشو جو اہم ہیں اور قومی نوعیت کے ہیں جس ایشو پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ ہماری بقاء کے لئے ہے اور جو بھی تجاویز اس پارلیمنٹ سے آئیں گی وہ حکومت کا ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ہونگی نہ حکومت کو کمزور کرنے کے لئے۔ تو ہم چاہتے ہیں اس میں دلچسپی لی جائے اور ہمارے خیالات کو convey کیا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ، اچھا اب کس کی تقریر ہے۔آپ کی ہو رہی تھی۔ فرمائیے جناب۔

جناب منظور احمد خان گچکی : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سندھ کی جو حالت زار ہے اس قدر گھمبیر ہے اگر آدمی کہنا چاہے تو بہت کچھ کہہ سکتا ہے چونکہ آپ نے وقت کو مقید کیا ہے ہے اور ہمیں بھی تلقین کی ہے کہ ہم وقت زیادہ نہ لیں اس لئے میں مختصراً یہ عرض کروں گا جناب پہلے میں یہ عرض کر رہا تھا جس طریقے سے سندھ کے ساتھ ہو رہا ہے یہ شاید پاکستان میں پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے سندھ سے جذباتی لگاؤ یقیناً میرا ہے اس لئے میں ایک ایسی نیشنلٹی سے متعلق ہوں جس کا دوسرا مسکن جو ہے وہ سندھ ہے بلوچستان سے روزگار کے لئے جو لوگ آتے ہیں وہ یقیناً گلف جاتے ہیں خاص طور پر کراچی میں تو اب کے نہیں بلکہ صدیوں سے ہمارا ایک رشتہ ہے اور وہ ایک قسم کا بلڈ ریلیشن ہے۔ جناب والا! میں نے شروع میں عرض کیا تھا زلزلے بے سبب نہیں آتے اس کی

کچھ وجوہات ہوتی ہیں کہیں سے کچھ جھٹکے لگتے ہیں تو تب زلزلے آتے ہیں آج سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ۴۷ء سے لیکر آج تک وعدہ خلافیوں کی وجہ سے اس ملک میں autoeratic rules کی وجہ سے اس ملک کے جو real problems ہیں ان کو بائی پاس کرنے کی وجہ سے اور ہر خطے کے لوگوں کی عزت و احترام نہ کرنے کی وجہ سے یہ تمام پرابلمز اس ملک کو درپیش ہوئے ہیں اور آج ہم یہ بھگت رہے ہیں۔ جناب والا! میں ایک ڈیموکریٹ کی حیثیت سے آرمی آپریشن کو پسند نہیں کرتا اس لئے جناب والا! جنہوں نے آرمی آپریشن دیکھی ہو وہ کبھی بھی یہ نہیں کہیں گے کہ یہ اچھی بات ہے۔ میں ایک بلوچستانی کی حیثیت سے تین آپریشن دیکھ چکا ہوں۔ جناب والا! ایک آپریشن کے وقت میری عمر شاید پانچ چھ سال کی ہو ۴۸-۴۷ء میں اس کے بعد پھر ایوب خان کا دور اور پھر ہمارے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں جو آرمی آپریشن ہوئے اس کے اتنے گھمبیر نتائج نکلے آج تک وہ خلاء صاف نہیں ہوا۔ جناب والا! اس کے بعد ۷۰ء میں بنگال میں جو آرمی آپریشن ہوا وہ بھی ہم نے اور آپ نے دیکھ لیا کہ اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ جناب والا! گولیاں محبت نہیں ہوتیں جہاں گولی چلتی ہیں وہاں نفرت اگتی ہے اور جہاں نفرت اگتی ہے وہاں پر زمین اور آسمان ہل جاتے ہیں تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں جو کچھ ہو رہا ہے اس خطے کے ساتھ بد قسمتی ہے آج ہم مجبور ہیں کہ آرمی آپریشن کو یہ کہیں کہ وہاں لاء اینڈ آرڈر situation کو ٹھیک کریں گے اس لئے وہ justify کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن کی اس بات سے قطعاً اختلاف ہے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ۱۴۷ کی بجائے ۲۴۵ کو یہاں پر رواج دیا جائے وہ کہنا یہ چاہتے تھے جہاں وہ کسی کورٹ میں چیلنج نہ کر سکیں اور دوسرے الفاظ میں وہ شاید ان اداروں کے ذہنوں میں گڈول پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ مستقبل میں وہ انہیں دوبارہ برسر اقتدار لائیں۔ جناب والا! میں جمہوریت پر یقین رکھتا ہوں اور میں اس کے لئے لڑا بھی ہوں میں یہ ڈبل سٹینڈرڈ ہیں رکھوں گا کہ جمہوریت بھی دل سے عزیز ہے وہ undemocratic methods بھی دل سے عزیز ہیں مجبوری کے عالم میں Law of

necessity کے تحت میں سمجھتا ہوں آج سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سندھ کے ساتھ یقیناً زیادتی ہے اور اس زیادتی کا بیج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے آج کے حکمرانوں کی وجہ سے ہے۔ جناب چیئرمین! ایم آرڈی کی موومنٹ آپ کو یاد ہے۔ سڑکوں پر لاشے بکھرے ہوئے تھے شائد آپ کے ذہن میں بھی وہ تصاویر ہوں گی جمہوریت کی اس لڑائی میں اس ملک کے فوجی حکمرانوں نے ان لوگوں کے اوپر بھی گولیاں چلائیں جو نماز پڑھ رہے تھے نواب شاہ اس کا گواہ ہے۔ جناب چیئرمین کاش آج ڈیفنس منسٹر یہاں موجود ہوتے سندھ کی تباہی کا اصل ذمہ دار وہی ہے جس نے ایک ایسی آرگنائزیشن کو پیدا کیا جس کا نہ صرف سندھ بلکہ پورا پاکستان اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں۔ آج کی اس تباہی کی ذمہ داری وہ خلاف ورزیاں ہیں جو ۱۹۴۷ء کے ریزولیوشن کے بعد کی گئیں ہیں اور particularly ۷۷ء کے بعد سندھ میں وہ victimisation ہے جو ہمارے حکمرانوں نے روا رکھے ستم تو یہ ہے کہ اگر ایک شخص سے آپ کو نفرت ہے مجھے بھی اس شخص سے کوئی خاص محبت نہیں تھی میں اس کے خلاف لڑا لیکن میں نے اپنا بازو سمجھا میں نے سندھ کو اپنا سمجھا میں نے پورے سندھ سے نفرت نہیں کی لیکن ہوا یہ کہ ۷۷ء میں جب ایک شخص کو نکالا جاتا ہے اسے پھانسی پر چڑھایا جاتا ہے اور یہ باور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ پورا سندھ اس کے ساتھ تھا اس لئے سندھ کو اس کا خمیازہ بھگتنا چاہئے۔ جناب چیئرمین! یہ سب سے بڑی زیادتی تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس قدر حکمرانوں کی vision کمزور تھی کہ وہ اچھے اور برے میں تمیز نہ کر پائے آج جو کچھ سندھ میں ہو رہا ہے اس کا ایک logical رزلٹ ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہے کہ سندھ situation کی وجہ سے بے نظیر صاحبہ کی حکومت ختم کی گئی آج کیا سندھ میں کوئی بہتر حالات ہیں اس وقت ڈکتیاں نہیں ہو رہی ہیں شہروں میں لوگ اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں یقیناً نہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی موجودگی میں سندھ میں جو اس وقت، یعنی آپ اس ایڈمنسٹریشن کی فوج کے under دے رہے جو پورے

problem کو create کرنے میں پورا فریق ہے، یعنی کمال یہ ہے جنہوں نے یہ تمام مسئلے create کئے ہیں ہم انہی کے under کام کروا رہے ہیں ، یعنی ایک جائنٹ کمیٹی ہے جس میں چیف منسٹر ہے، آرمی کا جرنل ہے، ڈی آئی جی ہے، رینجرز کا عملہ ہے۔ اس میں توآپ نے اس کو ایک حصہ دار بنادیا ہے اس پورے کام میں، پھر جناب والا! سندھ کے دیہاتوں میں جو کچھ کیا گیا کیا ایسا کرنا ان اداروں کے شایان شان تھا۔ شاہ بندر میں جو کچھ ہوا اس آرمی آپریشن سے پہلے، اس میں اتنے آدمی مار دیئے گئے کہ جی وہ ہندوستان ٹریننگ کے لئے جارہے تھے جنہوں نے ٹریننگ حاصل کرنا تھی وہ تو تیرہ چودہ سال میں بہت کچھ ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔ اب سارے کام میں کسی کو کوئی گولی نہیں لگی ہے۔ سوائے ایک آدمی کے، یہ پھر کیسے مرے؟ کیا وہ گرمی کی وجہ سے مرے ہیں۔ پھر جناب والا! جام شورو کا واقعہ ہے، ظلم تو یہ ہے کہ وزیر اعظم خود جاتے ہیں ہتھیاروں کا معائنہ کرنے کے لئے اور یہ کہتے ہیں کہ شر پسندوں کے ہتھیار پکڑے گئے اور نہ جانے کوئی documents بھی پکڑے گئے ہوں گے اور آرمی اور چیف منسٹر کہتے ہیں کہ یہ سارا جھوٹ کا پلندہ تھا جھوٹ تھا، سب غلط ہے۔ اب آدمی کیا بتائے۔ اس کے بارے میں کس کو کہے۔

جناب والا! اس کے بعد عرض کرتا ہوں کہ ایک طرف human rights کی بات کی جاتی ہے، اس کے چارٹر پر دستخط کئے جاتے ہیں، حلف بھی اٹھایا جاتا ہے اور دوسری طرف ہم individual کے rights کو جس طرح پامال کرتے ہیں وہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہے۔ جناب چیئرمین! کیا گورنر custody میں کسی پولٹیکل لیڈر کو قتل کرنا، یہ جرم نہیں سمجھا جاتا ہے، یا کسی انسان کو قتل جو ہے یہ جرم نہیں سمجھا جاتا ہے، خواہ یہ پولیس کی custody میں یا آرمی کی custody میں ہو۔ یا یہ جیل میں قتل ہو تشدد کے ذریعہ سے۔ جناب چیئرمین! میں نے اپنی آنکھ سے وہ ویڈیو فلم دیکھی ہے جس سے یوسف جھکرانی کے جسم پر جو نشانات تھے وہ صاف نظر آرہے ہیں، یقیناً آپ اس کو دیکھیں توآپ اسے دوبارہ دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔ جناب چیئرمین! اس کی آنکھیں

میں تیزاب ڈالی گئی، اس کے جسم کا ایک پورا حصہ جو ہے وہ جلا دیا گیا ہے، اس کی تمام ناخنیں اکھیڑ دی گئی ہیں جناب چیئرمین ان جگہوں پر جس کا نام لینا، میں اس ہاؤس میں مناسب نہیں سمجھتا trailing کی گئی ہے، اس کو داغا گیا ہے، یہ سب کچھ اس ملک میں ہو رہا ہے، کیا جناب، یہی ڈیموکریسی ہے؟

جناب چیئرمین! دس آدمیوں کو پکڑا جاتا ہے، ان میں سے ایک آدمی کو باقاعدہ ٹارچر کے ذریعہ مار دیا جاتا ہے، نو آدمیوں کو قتل کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد ان کو بے بسی کے عالم میں چھوڑ دیا جاتا ہے، یہ تو شکر ہے کہ اس کے بارے میں ایدھی والوں نے expose کیا ورنہ یہ واقعہ بھی لوگوں کو سمجھ میں نہ آتا۔ جناب والا! اس قسم کی جو events ہیں یہ کوئی اچھا تاثر نہیں دیتی ہیں۔ میں جناب والا! اتنا سمجھتا ہوں کہ اگر اتنی مجبوری تھی کہ ہر صورت میں سندھ کی صورت حال کو ٹھیک کرنا ہے تو اس کے بارے میں، میری ایک ذاتی رائے ہے کہ کم از کم ایک تو اس کے لئے آرٹیکل ۱۱۲ کو apply کرتے۔ یہ جو موجود حکومت ہے اس کی موجودگی میں آپ سندھ میں انصاف کی توقع نہیں رکھ سکتیے۔ آپ کسی impartial آدمی کو گورنر بناتے اور پھر اس کے تحت آپ یہ آپریشن کرتے اور اس کے under یہ آپریشن ہوتا تب تو میری سمجھ میں یہ بات آتی تھی لیکن اگر مدعی بھی وہ، گواہ بھی اور قاضی بھی وہ تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ کوئی بہتر کارکردگی دکھا سکیں گے۔

تو پھر دوسری بات یہ ہے کہ ------

(اس موقع پر چوہدری عبدالغفور ایوان سے باہر جانے لگے)

<u>جناب چیئرمین</u> : چوہدری صاحب، آپ چلے جائیں گے تو پھر اعتراض ہو گا۔ اس موقع پر مجھے ایک قصہ یاد آیا کہ ویت نام میں جب امریکی جنگ ختم ہوئی تو وہاں آخری امریکی رہ گیا تھا، وہ جب جانے لگا تو ساری فوج ایئرپورٹ پر جمع ہو گئی اور انہوں نے کہا کہ جی، آپ نہیں جاسکتے۔ اس نے کہا کہ جب سارے چلے گئے ہیں تو میں کیوں نہیں جاسکتا، انہوں نے کہا کہ اگر آپ بھی چلے گئے تو we will have no American lives to defend.

(قہقہے) ڈیسک بجائے گئے

توآپ کی موجودگی ضروری ہے۔

چوہدری عبدالغفور: (واپس آتے ہوئے) میں آپ کی اجازت سے چند منٹوں کے لئے جارہاہوں۔

جناب چیئرمین :اچھا، ٹھیک ہے۔ ویسے بھی چٹھہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی : میں عرض کرنا چاہتاہوں کہ سندھ کی situation پر جو debate ہورہی ہے وہ اتنی اہم ہے جس میں نہ صرف وزراء کی موجودگی ضروری ہے بلکہ کاش یہاں وزیراعظم بھی موجود ہوتے تو یہ بہت اچھا تھا۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ سب انہی کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

جناب منظور احمد خان گچکی : بہر حال جناب چیئرمین !میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان تمام مسائل کی کچھ reasons ہیں آپ جب تک political solution, economical solution یا administrative pattern پر اسے نہیں لے جائیں گے اس وقت تک آپ سندھ کے مسئلہ کو حل نہیں کرسکیں گے۔

جناب چیئرمین : گچکی صاحب، مزید ریمارکس وزراء صاحبان کے بارے میں میں نہ دیں اور اپنی تقریر جاری رکھیں۔ I know you have attempted to say something.

جناب منظور احمد خان گچکی : ٹھیک ہے جی، نہیں کہوں گا۔ جناب والا!میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب تک آپ ان مسائل کو حل نہیں کریں گے۔ ممکن ہے کہ آج آپ اس situation کو بہتر کر پائیں لیکن یہ اس کا مستقل حل نہیں ہے مستقل حل یہ ہے کہ اس خطے کی، اس صوبے کی جو real grievances ہیں ان کو solve کرنا ہے اور جب تک آپ انہیں solve نہیں کریں گے اس وقت تک یہ problems اٹھتے ہی رہیں گے۔

جناب والا! ضروری نہیں ہے کہ ہر دفعہ ایک ایسا ظہور پذیر ہو جائے جس کے بارے میں ہم یہ کہیں کہ صاحب، اب یہ ہوگیا ہے یقیناً کبھی کبھی ہوتا ہے۔ پہلے ہم نے

دیکھا ہے کہ بنگال کے ساتھ ہم نے جو کچھ کیا ہے، ایسٹ پاکستان کا انجام ہم نے دیکھ لیا اور اپنے ملک کا ایک حصہ ہم کھو بیٹھے، یہ کیوں کھو بیٹھے، یہ ایک لمبی history ہے، یہ بات controversial ہے کہ اس ملک کے حکمرانوں نے خود انہیں پھینک دیا کہ اب آپ جائیں۔ کیونکہ یہ یہاں کم آبادی کی حکومت برقرار رکھنا چاہتے تھے اور کہا یہ جاتا ہے کہ نہیں جی، ہم نے انہیں علیحدہ نہیں کیا بلکہ انہیں ہندوستان نے ورغلایا تھا اور وہ خود آزاد ہوئے ہیں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ منیارٹی جو ہے وہ میجارٹی پر exceed کرتا ہے یہ history میں first time ایسا ہوا ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ political grievances کو آپ ختم کریں۔ economically instability جو ہے اسے اپ ختم کریں تب جا کر آپ لوگوں کو اپنے نزدیک پائیں گے اور یہ تمام problem حل ہونگے جو ہم اور آپ face کر رہے ہیں۔

تو جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا بلکہ میں یہ عرض کروں گا کہ آرمڈ فورسز سے عزت و احترام سے کہتا ہوں کہ سندھ discrimination نہ کی جائے اور پھر ان لوگوں تک پہنچنے کی کوشش کی جائے جو واقعی involve ہوتے ہیں۔ جنرل پبلک involve نہیں ہوتی ہے ، ان کے پیچھے کچھ دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ جس طرح سے کراچی میں، تشدد خانے، پھانسی گھاٹ اور قید خانے فوج نے تلاش کئے ہیں، کیا جناب چئرمین! ان کا ہماری حکومت کو پہلے علم نہیں تھا، یا آنکھیں بند کی ہوئی تھیں یا یہ کیا ایک رات میں بن گئے تھے۔ یہ کام تو جناب والا! نہ جانے کتنے سالوں سے ہو رہا تھا۔ یہ تو پیپلز پارٹی کے دور میں جاری رہے اور آئی جے آئی کی حکومت میں جاری رہے اور اس سے پہلے جرنیلوں کی حکومت میں یہ کام ہوا جنہوں نے یہ organization create کی۔ تو جناب والا، یہ تو اس زمانے سے تھے۔ اب میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اچانک کیا ہو گیا ہے کہ ایک دم میں وہ realities پر گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : اچھا میرے پاس لسٹ ہے کچھ حضرات بولنا چاہتے ہیں لیکن ان کا

نام نہیں ہے لہٰذا نام لکھوا دیئے جائیں تاکہ لسٹ پر آجائیں ۔ جی جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد : شکریہ جناب چیئرمین! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور قول ہے۔ (عربی) "کہ کفر کے ساتھ ایک حکومت ، ایک ملک اور اقتدار باقی رہ سکتا ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا"۔ جس ملک میں عدل و انصاف نہیں ہو گا تمام شہریوں اور باشندوں کے ساتھ، اس ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنا ممکن نہیں ہے۔ سندھ میں اس وقت جو صورتحال درپیش ہے اس کے پس منظر میں اگر چلے جائیں بہت زیادہ دور کی تاریخ میں، میں نہیں جاؤنگا لیکن بنیاد میں یہی ہے کہ انصاف نہیں کیا گیا ہے سندھ کے باشندوں کے ساتھ، سندھ میں، جناب والا!میں گیا ہوں میں وہاں کے دیہات میں اور چھوٹی چھوٹی جگہوں میں بھی سفر کیا ہے راتیں بھی گزاری ہیں وہاں کے ہاریوں کے ساتھ بھی راتیں گزاری ہیں ایسے دیہات میں بھی میں نے رات گزاری ہے کہ میں ہاریوں کے ساتھ ان کے مجمع میں چارپائی پر سو گیا ہوں۔ اور مجھے یہ معلوم ہے کہ ملک میں کہیں اتنی عزبت نہیں ہے جتنی اندرون سندھ میں ہے۔ اور کہیں بھی اتنے مظلوم لوگ نہیں ہیں اتنے بے زبان اور بے بس لوگ نہیں ہیں جتنے سندھ کے اندرون میں ہاری ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ سندھ کا وڈیرہ بھی اس کا ذمہ دار ہے سندھ کا جاگیردار بھی ان کی تمام مصیبتوں کا ذمہ دار ہے لیکن اس مصیبت میں اس ظلم میں یہاں کی حکومتیں بھی جواب تک شریک اقتدار رہی ہیں شریک ہیں۔ جب ایک ہاری بے چارہ، جو بے زمین کسان ہے اسے ہاری کہتے ہیں بے زمین کسان وہاں پہ موجود ہے اور لاکھوں کی تعداد میں وہاں پہ موجود ہے تو کیا حق پہنچتا ہے کسی کو کہ مختلف ملک کے حصوں سے بیوروکریٹس کو اور جرنیلوں کو اور منظور نظر لوگوں کے لے جاکر سندھ کی زمینیں ان کو دی جائیں۔ اسی طریقے سے کیا حق پہنچتا ہے وڈیروں کو کہ وہ سندھ کی کچھ کی زمینیں اور سندھ کی دوسری زمینیں غیر قانونی طریقے سے ان بے چارے ہاریوں کے بوگس نام لکھ کر اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ اس کے نتیجے میں بنیادی بے اطمینانی اور بے

چینی پیدا ہوئی ہے۔ پھر جناب والا! سندھ کا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پہ جو مقامی آبادی ہے اس کو یہ خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ جو ان کی اپنی ساحل اور اپنی زمین ہے اس میں وہ اقلیت میں چلے جائیں گے اور اس کی وجہ سے بھی وہاں پہ ایک تفریق اور ایک خدشہ اور ایک tension پیدا ہو گئی ہے بجائے اس کے کہ اس کا کوئی عادلانہ اور منصفانہ حل تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوئی سبیل نکالی جاتی اس کا طریقہ ایک حکومت نے یہ نکالا کہ اس کے مقابلے میں اس کے اندر کوئی تفریق پیدا کی جائے ان کے اندر بدامنی پیدا کی جائے اور پھر ایک دوسرا تشدد پسند گروپ کو وہاں منظم کیا جائے۔ تشدد پسند گروپوں کو منظم کیا جائے۔ سندھ کے اندرون میں بھی اس کی وجہ سے مصیبت اور تباھی آگئی اور سندھ کے شہروں میں بھی تباہی آگئی۔ جب آپ ایک ایسے گروہ کے ہاتھ میں ہتھیار دیں گے اس کو مسلح اور منظم کریں گے جن کے سامنے کوئی اخلاقی روک نہیں ہو گا جن کے سامنے کوئی بلند مقاصد نہیں ہوں گے جو خدا خوفی نہیں رکھتے ہوں گے جن کے اندر رحم کا احساس نہیں ہو گا اس کے نتیجے میں ظلم اور مزید بڑھے گا۔ اور اسی وجہ سے جناب والا! میں یہ پوچھتا ہوں کہ آج جو MQM کے عقوبت خانے سامنے نظر آرہے ہیں ان کی اذیتیں اور لوگوں پر جو تشدد کیا جاتا تھا یہ تو کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی ہم نے اس ایوان میں کئی دفعہ کہا ہے بات اٹھائی ہے ہم نے اس پہ احتجاج کیا ہے مختلف جگھوں پر گئے ہیں میں ایک ایسے ہی والدین کے پاس ان کے بیٹے کی تعزیت کے لئے گیا تھا کہ جو حج سے بحری جہاز سے آرہے تھے اور وہ راستے میں سمندر میں تھے ان کے یہاں پہنچنے سے تین دن پہلے ان کے بیٹے کو دروازہ کھٹکھٹا کر باہر نکالا گیا اور پھر ان کے بیٹے کی لاش ایسی حالت میں ملی کہ اس کے اوپر تین سو تشدد کے زخم تھے اس کو پھر سردخانے میں رکھا گیا جب تین دن کے بعد اس کے والدین بحری جہاز کے ذریعہ حج سے آئے تو وہ ان کے استقبال کے لئے تین سو زخموں کے ساتھ تشدد کا نشانہ بیٹا پیش کیا گیا میں ان کی تعزیت کے لئے گیا انہوں نے اس پر صبر کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا جو بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ لیکن MQM والوں نے کیا۔ انہی تشدد خانوں اور

عقوبت خانوں میں کیا۔ یہ ایم کیو ایم والے اب بھی اس مرکزی حکومت کے اندر بیٹھے ہیں۔ ابھی میاں نواز شریف ان کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے ہیں اب بھی وہاں جا کر ان کی صفائی پیش کرتا ہے اور ان کے لئے بڑے محب وطن ہونے کے الفاظ استعمال کرتا ہے میں پوچھتا ہوں کون ذمہ دار ہے؟ میاں نواز شریف ذمہ دار ہے اس بات کا براہ راست، جو بھی MQM کے تشدد خانے اور تازیب خانے پاکستان ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں کوئی چھپا نہیں سکتا اب، یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں تھی اس کے باوجود ان کو رکھا گیا ان کی سرپرستی کی گئی اور ان کو وہاں یہ سپورٹ کیا گیا، اسلامی جمہوری اتحاد کو اس لئے بنایا گیا تھا ہم اس میں اس لئے شریک تھے کہ پوری قوم کو اس کے جھنڈے تلے ایک سیاسی قیادت ایک منصفانہ سیاسی قیادت دی جائے۔ جو تمام لوگوں کو اکٹھا رکھ سکے۔ لیکن آئی جے آئی کو سندھ میں نہیں جانے دیا گیا کراچی اور حیدرآباد میں نہیں جانے دیا گیا۔ میاں نواز شریف نے جانے نہیں دیا وہی ذمہ دار ہے پھر صوبہ سرحد میں نہیں جانے دیا گیا وہاں ANP کی سپورٹ کی گئی وہاں آئی جے آئی کو نہیں جانے دیا گیا۔

<u>ایک آواز</u>: .Question. Question

<u>قاضی حسین احمد</u>: Question, Question کرتے رہتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں جو مسلم لیگ کے بڑے علمبردار ہیں کہاں ہے، کون ذمہ دار ہے صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کا جنازہ نکالنے کا؟ میاں نواز شریف اس کا ذمہ دار ہے اس پارٹی کو جس کا لیڈر اپنے حلقہ میں کامیاب نہیں ہو سکا اس پارٹی کو انہوں نے یہاں سات سیٹیں دلوا دیں اور وہاں پہ صوبہ سرحد میں انہوں نے کر دیا۔ یہ سارے ملک کو تقسیم کرنے کا قومیت کی بنیاد پر، اس کا ذمہ ذار میاں نواز شریف ہے۔ اس نے قومی سیاست کو بلوچستان میں نہیں جانے دیا سندھ میں نہیں جانے دیا اور صوبہ سرحد اور پنجاب کا لیڈر بن کر اس نے پورے ملک پر حکومت کرنا چاہی۔ یہ اس کا ذمہ دار ہے۔ جناب والا!

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید</u>: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا!

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: جناب چیئرمین! یہ بات پہلے طے ہو گئی تھی کہ جب

لیڈرز بول رہے ہوں تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا جائے گا یہ غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین : سن لو کہہ کیا رہے ہیں؟ یہ صحیح ہے جب کوئی بھی بول رہا ہو تو مداخلت ٹھیک نہیں ہے دیکھتے ہیں بات کیا ہے۔ جی بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : قاضی صاحب نے مہربانی کر کے پوچھا کہ مسلم لیگ صوبہ سرحد میں کہاں ہے، میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی مسلم لیگ ہر اس جگہ ہے جہاں جماعت اسلامی نہیں ہے۔ یہ مسلم لیگ کا رونا اب ان کو آیا جب پاکستان بن رہا تھا تو اس وقت یہ کیوں نہیں روئے۔

جناب چیئرمین : بہرور سعید صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ تشریف رکھیں جی۔ اصول یہ ہے میں پھر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ A point of order cannot be used to interrupt a speech beingچاہے لیڈر ہے، چاہے کوئی بھی ہو۔ And normally I wil not allow a point of order if made by a member اس وقت دیکھ لیں گے۔ لیکن end of the speech there is some irregularity. I think we should not allow it while the speech is going on. لیکن شہزاد گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شہزاد گل : محترم قاضی صاحب نے ذاتی اعتراضات اٹھائے ہیں۔ اگر پارٹی لیڈر ذاتی طور پر اعتراضات......

جناب چیئرمین : دیکھیں اس میں آپ کو موقع ملے گا۔

جناب شہزاد گل : جناب یہ مناسب نہیں ہے۔ ہم انٹرپشن کریں گے اور ضرور کریں گے۔

جناب چیئرمین : ضرور کریں آپ۔ جس وقت آپ کا موقع آئے گا۔ آپ کی تقریر آئے گی آپ ان پر حملہ کریں کہ جی جماعت اسلامی جو ہے وہ یہ کر رہی ہے۔

جناب شہزاد گل : صوبہ سرحد میں جماعت اسلامی کے تین ممبرز ہیں۔ گیارہ ووٹ لے کر، یہ یہاں پر اس کو نواز شریف لایا ہے، یہاں پر بٹھایا ہے۔ یہ کہاں سے آئے ہیں۔

جناب چیئرمین : شہزادہ گل صاحب جب آپ کی باری آئے تو آپ ضرور بات کریں۔

جناب شہزاد گل : ذاتی اعتراض نہ کریں ناں۔ ذاتیات پر نہ جائیں۔ سیاسی بات کریں، جو بھی کریں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ سیاست ہے یہ ذاتیات نہیں ہے۔

جناب شہزاد گل : کیوں نہیں ہے جی کہ فلاں الیکشن ہارا ہے۔ کس سے ہارا ہے، کیا ہارا ہے، سندھ situation کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔

جناب چیئرمین : جب آپ الیکشن لڑتے ہیں تو پھر ذات سے بالاتر ہو جاتے ہیں۔ آپ پبلک پراپرٹی ہوتے ہیں۔

جناب شہزاد گل : بات سندھ کی ہو رہی ہے تو یہاں پر.....

جناب چیئرمین : بہرحال یہ سیاسی بات ہے آپ کو موقع ملے گا آپ خوب تیاری کر کے جماعت اسلامی پر حملے کریں۔

قاضی حسین احمد :ایک بات کی وضاحت کرتا ہوں۔

جناب اخوانزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! ایک بات پر غور فرمائیں کہ جو افغانستان میں مسلمانوں کو مسلمانون سے مروا رہا ہے وہ کون سا جہاد ہے۔

Mr. Chairman : Please do not raise irrelevent issues please sit down.

جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید: نواز شریف کا صرف یہ قصور ہے کہ اس کی جھولی میں ان نے کابل نہیں ڈالا۔

جناب چیئرمین :ہاؤس میں آپ کو متفقہ طور پر میری مدد کرنی ہو گی کہ ڈسپلن قائم ہو۔ اگر اس طرح ہوا تو پھر آپ کی تقریر میں وہ کریں گے۔ تو اس طرح ہاؤس صحیح نہیں چل سکے گا۔ پلیز جذبات میں نہ آئیے۔ آپ کو باری ملے گی۔ آپ کہتے ہیں آپ اس کے بعد بولیں گے۔ جو آپ کہیں گے ہم آپ کی بات سنیں گے۔ آپ ان کی بات سنیں

وہ آپ کی بات سنیں گے۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! پہلے تو میں یہ وضاحت کر دوں کہ ہمارے تین نہیں ہمارے آٹھ ممبر ہیں اور آٹھ ممبروں پر بھی وہاں سینٹ کی سیٹ مل سکتی تھی۔ ٹیکنوکریٹ کی constituency پر ہم نے آٹھ سیٹ گورنمنٹ پارٹی کو دیں اور انہیں نے ہمیں دوسری constituency میں تین ووٹ دیئے۔ اس لئے یہ بات کم از کم صوبہ سرحد کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ دوسرے ممالک میں بھی یہ کہتا ہوں اور بار بار میں اس لئے وضاحت کرتا ہوں کہ اگر مسلم لیگ کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خود ہی میجارٹی لے کر یہاں پہ اسمبلی میں منتخب ہوئے ہیں تو ساری حکومت استعفیٰ دے دے اور پھر میدان میں آئیں اور دیکھیں کہ یہ کتنی میجارٹی لیتے ہیں۔ پھر نئے انتخاب میں پتہ چل جائے گا کہ ان کی کیا حیثیت ہے۔ ان کی حیثیت یہ ہے کہ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں ہمیں پیپلز پارٹی کے مقابلے میں نو سیٹیں قومی اسمبلی کی ملیں اور ان کو تین سیٹیں ملی تھیں۔ یہ اسی پر آئیں گے۔ ان کی حیثیت یہ تھی کہ جب آئی جے آئی بن رہی تھی۔

جناب چیئرمین: تقریر سندھ پر ذرا کریں۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! ان کے تین گروپ تھے۔ جو نیجو صاحب، اعجاز الحق صاحب اور نواز شریف کو میں اکٹھا کیا۔ میں نے ان کو اکٹھا کیا تھا۔ مسلم لیگ رہ ہی نہیں گئی تھی۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب مناسب یہ ہو گا کہ سندھ پر آپ بات کریں۔ سارے لوگ سننا چاہیں گے کہ آپ سندھ پر کیا کہنا چاہیں گے۔

قاضی حسین احمد: انہوں نے ابتدا کی ہے۔ مجھے حق حاصل ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں یہ صحیح ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ڈسپلن کی خاطر، سب کی خاطر تھوڑا سا ڈسپلن قائم رکھیں۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عدل اور انصاف کے بغیر سندھ کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ سندھ میں سندھی سپیکنگ لوگ رہتے ہیں interior

میں اور شہروں میں وہاں مہاجر رہتے ہیں۔ دونوں کے ساتھ عدل کرنا پڑے گا دونوں کے ساتھ انصاف کرنا پڑے گا۔ نہ وہاں سے مہاجر کو آپ ہندوستان بھیج سکتے ہیں۔ نہ وہاں پہ سندھیوں کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوئی کوشش ہونی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں ہے۔ جناب چیئرمین کہ ہمارے لئے آئیڈیل اور معیاری حیثیت تو وہ ہو گی کہ تمام لوگ مسلمان ہیں اور تمام ایک قوم ہیں اور اس میں کوئی سندھی، مہاجر اور پختون، پنجابی، بلوچی کی تفریق نہیں ہے۔ یہ ایک آئیڈیل اور معیاری معاشرہ ہو گا۔ ہم اس کے لئے محنت کر رہے ہیں۔ اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہ یہ ہماری آرزو ہے، ہماری تمنا ہے۔ لیکن اس وقت جو فیکچول پوزیشن ہے، جو حقیقی صورت حال ہے اس کے پیش نظر آپ اگر تمام لوگوں کے ساتھ عدل نہیں کریں گے، انصاف نہیں کریں گے تو اس کے بعد پھر یہ امن قائم نہیں رہ سکے گا۔ اس لئے میں نے یہ پس منظر بیان کیا ہے کہ ٹھیک ہے آپ ناکام ہو گئے وہاں کی امن و امان کی صورت حال کو برقرار رکھنے میں اور ناکامی کے بعد مجبور ہو گئے کہ آپ نے فوج سے درخواست کی کہ آپ اس کو سنبھالیں۔ لیکن یہ فوج کا کام نہیں ہے۔ ملک میں امن و امان کی صورت حال کو سنبھالنا، ملک میں یکجہتی پیدا کرنا، ملک کے لوگوں کے اندر مفاہمت کی فضا پیدا کرنا اور اس کی یکجہتی اور سالمیت کو برقرار رکھنا یہ سیاسی جماعتوں کا کام ہے۔ سیاسی لیڈروں کا کام ہے، فوج کا کام نہیں ہے۔ فوج اس میں کئی دفعہ ناکام ہو چکی ہے۔ فوج نے جب بھی انٹروین کیا ہے، فوج نے یہاں مشکلات پیدا کی ہیں، الجھنوں کو بڑھایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سندھ کی جو موجودہ situation ہے اس کو پیدا کرنے میں بھی فوجی مارشل لاء جو تھا اس زمانے کا اور ان کی activities کا بہت بڑا دخل ہے۔ جناب والا! ملک میں سندھ کے اندر دو شہروں میں جماعت اسلامی بڑی جماعت تھی اور انٹیریر میں وہاں پر پیپلز پارٹی بڑی جماعت تھی۔ دونوں نیشنل جماعتیں تھیں۔ دونوں قومی سوچ رکھنے والی جماعتیں تھیں۔ پاکستان کی سالمیت پر اعتماد رکھتی تھیں۔ مجھے پیپلز پارٹی والوں سے بڑے اختلافات ہیں۔ میں ان کے نظرئے سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں ان کے طریق حکومت سے اتفاق نہیں کرتا اور میں ان کے دور حکومت میں ہونے والی تمام خرابیوں کی نشان دہی کر سکتا

ہوں اور اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ لیکن یہ کہ وہ پوری ملک گیر جماعت ہے اور پاکستان کی سالمیت پر وہ یقین رکھتی ہے۔ اس لئے ملک گیر جماعتوں سے مارشل لاء اتھارٹیز کو خطرہ محسوس ہوتا تھا اور وہ ملک گیر جماعتوں کے مقابلے میں ریجنل جماعتوں کو چاہئے اس کے نتیجے میں تباہی ہی کیوں نہ آئے اپنے اقتدار کی خاطر انہوں نے ان کی سرپرستی کی اور اس کے نتیجے میں یہ موجودہ صورت حال پیدا ہوئی۔ فوج اگر دوبارہ انٹروین کرے گی اور اس معاملے کو زیادہ طول دے اور زیادہ اس کو کھینچے گی تو اس کے نتیجے میں پھر، فوج ہمارے لئے قابل احترام ہے، فوج ہماری سرحدوں کی محافظ ہے، فوج کا ہم احترام کرتے ہیں اور کم نہیں چاہتے کہ فوج متنازعہ بنے۔ ہم نہیں چاہتے کہ فوج کے اوپر کوئی انگلی اٹھائے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ فوج غیر ضروری طور پر معاملات میں ملوث نہ ہو۔ فوج کو بدنام کرنے کے لئے کئی واقعات آپ کے سامنے آچکے ہیں۔ سندھ کے لوگ امن چاہتے ہیں۔ میں سندھ کے انٹیریٔر میں گیا ہوں اور ابھی تین چار مہینے پہلے میں وہاں لاڑکانہ میں دو دن ٹھہرا اور وہاں مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔ جو بھی آیا اس کی پہلی بات یہ تھی کہ سائیں امن چاہئے۔ ان کو روزگار اور معاش اور تمام چیزوں سے زیادہ اور مہنگائی سے زیادہ اس وقت یہ ہے اور وہاں کا وڈیرا بھی کہتا ہے کہ جی چوروں کی طرح اپنے کھیتوں میں جاتے ہیں۔ وہاں کا ہاری بھی کہتا ہے کہ رات کے وقت میں اپنے کھیتوں کو پانی نہیں دے سکتا۔ اس لئے ان کو ضرورت ہے۔ اگر کوئی ایسی طاقت آتی ہے جو ان کو امن دے سکے تو سندھ کے لوگ ان کو ویلکم کریں گے۔ لیکن جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں، ٹنڈو بہاول کا، جام شورو کا جو واقعہ پیش آیا ہے اور شاہ بندر کا واقعہ ہوا ہو اور دو تین اور واقعات آئے ہیں ان واقعات نے لوگوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ کیا۔ اگرچہ فوج نے مثال قائم کی ہے اور اس کو ہم ویلکم کرتے ہیں، اس کو اپریشیئیٹ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی غلطی کا عتراف کر لیا۔ جو آدمی اس کا ذمہ دار تھا اس ذمہ دار آدمی کو کورٹ مارشل کرنے کا انہوں نے اعلان کیا۔ اسی کے ساتھ فوج نے خود یہ اعلان کیا کہ صرف فوجی اقدامات اور قوت کا استعمال ہی سندھ کے معاملات کو درست کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ سندھ کے معاملات کو درست کرنے کے لئے صرف قوت کا استعمال

اور طاقت کا استعمال یہ پورے معاملات کا حل نہیں ہے۔ سندھ کے اندر جو سیاسی مسائل ہیں، سندھ کے اندر جو socio-economic مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لیے ضرورت ہے کہ اس کے اوپر بات کی جائے۔ سینٹ کی ایک کمیٹی جناب چیئرمین! آپ نے مقرر کی تھی۔ سندھ کی صورت حال پر سینٹ کی ایک کمیٹی اور اس کی رپورٹ بھی موجود ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس رپورٹ کی امپلیمنٹیشن کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اس کے حقائق کو لوگوں کے سامنے لایا جائے۔ لوگوں کو بتایا جائے کہ جو سینٹ کی کمیٹی تھی اس کمیٹی کی کیا فائنڈنگز ہیں۔ کون سے حقائق اس کے سامنے آئے ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں کونسی انہوں نے سفارشات پیش کی ہیں کہ ان سفارشات سے اس کو درست کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اوپر بحث کی جائے اور اس کے اوپر بات کی جائے۔ جناب چیئرمین! اس میں شک نہیں ہے کہ انٹیریر سندھ میں ڈاکوں کا راج ہے اور اس کا ہر ایک کو تجربہ ہے۔ وہاں کے کھاتے پیتے لوگوں کو بھی دن دھاڑے اغوا کیا گیا ہے۔ وہاں پہ خود پیپلز پارٹی کے دور میں میں ایک دفعہ ایک جلوس لے کر جا رہا تھا۔ المرتضٰی کے سامنے ہمارا جلوس جا رہا تھا مجھے المرتضیٰ کے سامنے والی گلی کے ایک آدمی نے بتایا کہ یہاں پہ المرتضیٰ ہے پرائم منسٹر کا گھر ہے سابقہ پرائم منسٹر کا۔ اس سامنے والی گلی میں ایک آدمی اغواء ہو گیا اور پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ نوڈیرو اور رتوڈیرو کے سامنے گزرنے والی سڑک پر ہر شام، ابھی مغرب نہیں ہوتی تھی ہر شام ڈاکہ پڑتا تھا اور وہاں سے لوگوں کو پکڑ کر قتل بھی کیا جاتا رہا ہے اور اغواء بھی کیا جاتا رہا ہے۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ نہ پیپلز پارٹی کے دور میں، نہ اس دور میں، یہ سندھ کا مسئلہ ہے۔ وہاں ڈاکوؤں کا راج ہے۔ اور ڈاکوؤں کو قابو کرنے کے لئے کسی راستے کی ضرورت ہے۔ ہر آدمی یہ چاہتا تھا۔ لیکن سویلین اتھارٹیز، حکومت کو یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ وہ ناکام ہوئے ہیں فیل ہوئے ہیں۔ اور ان کے ذریعے یہ کام نہیں ہو سکا ہے۔ اب یہ بات رہتی ہے کہ فوج کو آرٹیکل ۱۴۷ کے تحت یا ۲۴۵ کے تحت یا اس بنیاد پر بلایا جائے کہ نہ بلایا جائے میں نے کہا کہ آئیڈیل اور معیاری صورت تو یہی ہے کہ آج فوج کو دور رکھیں۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ فوج کو involve کریں گے وہ ۱۴۷ کے تحت پھر مطالبہ کریں گے کہ یہ کافی نہیں ہے۔ وہ ۲۴۵

آج بھی ان کی بات آئی ہے۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں کو پکڑا گیا ہے اگر سویلین عدالیتں ان کو چھوڑ دیں گی تو پھر آپ کیا کریں گے۔ اگر ان کو سزا نہیں ملے گی تو پھر کیا ہو گا۔ تو انہوں نے یہ عندیہ پیش کیا ہے کہ مارشل لاء اور فوجی عدالتیں بھی قائم ہو سکتی ہیں۔ ان کو سزا دلوانے کے لئے عدالتیں قائم ہیں۔ چیف آف آرمی سٹاف نے کہا ہے کہ فوجی عدالتیں قائم ہو سکتی ہیں۔ وہ اور طرف جا رہا ہے معاملہ ۱۴۷ کے بعد ۲۴۵ اور اس کے ساتھ فوجی عدالتیں پھر اس کے ساتھ مقدمات، معاملہ دوسری طرف جا رہا ہے۔ جناب والا! خدا نخواستہ اس ملک میں دوبارہ مارشل لاء آگیا تو اس ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نہیں ہو سکے گا۔ ہم عزم رکھتے ہیں اس ملک کی سالمیت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ میرے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ intuitive ہے کہ انشاء اللہ العزیز اس ملک کو برقرار رکھا جائے گا۔ اس ملک کا ایک شاندار مستقبل ہے۔ اور کوئی بھی اس ملک کو خراب نہیں کر سکتا۔ یہ مقدر ہے کہ یہ ملک اللہ کے فضل سے انشاء اللہ العزیز ساری دنیا کے لئے روشنی کا ایک مینار ثابت ہو گا۔ یہ دین اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے۔ مسلمانوں کا ملک ہے۔ لیکن اسے بچانا ہمارا فرض ہے۔ اس کے جو خدشات ہیں ہمیں۔ مارشل لاء کے بارے میں جو خدشات ہیں ان خدشات سے بھی بچانا ہمارا فرض ہے۔ میں فوج کو محب وطن سمجھتا ہوں۔ میں فوج کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن میں اسے یہ کہتا ہوں کہ فوجی حکومت، مارشل لاء کی حکومت اس ملک میں ناکام ثابت ہوئی ہے۔ دوبارہ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا ملک میں جو بھی راستہ بنے گا وہ سویلینز کے ذریعے بنے گا۔ سیاسی جماعتوں کے ذریعے بنے گا۔ جمہوریت کے ذریعے سے کوئی راستہ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ جناب والا! جمہوریت کے ذریعے راستہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تو نواز شریف کی حکومت یہ، میں اسے آئی جے ائی کی حکومت نہیں کہتا۔ میں اسے نواز شریف کی حکومت کہتا ہوں۔ میں انہیں حکمران کہتا ہوں۔ وہ خود مسلم لیگ کی حکومت اپنے آپ کو نہیں کہتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ مسلم لیگ کی حکومت نہیں ہے۔ خود کہتے ہیں۔ یہ آئی جے آئی کی حکومت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آئی جے آئی نام کی کوئی چیز باقی رہ گئی ہے۔ آئی جے آئی مختلف جماعتوں کا ایک اتحاد تھا۔ اس اتحاد

کے ذریعے ہم نے مل کر کوشش کی اور اس کے نتیجے میں کچھ سیٹیں ملیں۔ جماعت اسلامی کے الگ ہونے کے بعد کون سا آئی جے آئی باقی رہتا ہے۔ مسلم لیگ اگر مسلم لیگ کے نام پر حکومت کرنا چاہتی ہے، اپنے گھر کو سنبھالنے اپنے گھر کو درست کرے یہ نواز شریف کے بس کی بات نہیں۔ وہ ناکام ہو چکا ہے۔ یہ کتنی غلط بات ہے۔ شرمناک بات ہے کہ فوج کی جو اتھارٹی ہے میجر جنرل۔ وہ تو کہتا ہوں کے وہ جو واقعہ ہو گیا اس کا۔ ٹنڈو بہاول کا۔ وہ تو اس کا اعتراف کرتا ہے۔ اور اپنے میجر کو کورٹ مارشل کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں میں خود گیا ہوں۔ میں نے خود بھارتی ہتھیار وہاں پر دیکھے ہیں۔ اس نے تو اپنے ناکامی اور بے خبری کو ثابت کر دیا یہ تو بالکل ایک کھلونا ہے دوسروں کے ہاتھوں میں جو کچھ اسے کہہ دیا۔ اس کے اندر یہ صلاحیت اور اہلیت نہیں ہے کہ یہ مزید حکومت چلائے۔ مسلم لیگ کو اپنا گھر ٹھیک کرنا چاہئے۔ مسلم لیگ کی اگر حکومت ہے۔ ہم ان کی میجارٹی کو مانتے ہیں۔ ہم ان سے نکلے ہیں۔ مسلم لیگ کی میجارٹی اپنے گھر کو ٹھیک کر کے اپنی حکومت کو سنبھالے۔

جناب چیئرمین : وائنڈ اپ کریں۔ آپ کا وقت پورا ہو رہا ہے۔

قاضی حسین احمد : میرے ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ اور بیچ میں اگر آپ پانچ منٹ اس کے نکال دیں پوائنٹ آف آرڈر کے تو دس منٹ میرے پاس ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین : پانچ منٹ آپ کے رہ گئے ہیں۔

قاضی حسین احمد : آپ کی مرضی ہے جناب۔ میں بھی بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: وہ ہائے اس زود پشیمان کا پشیمان ہونا۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ سویلین حکومت کے ذریعے سیاسی جماعتیں اس کا کوئی تدارک کرنے کے لئے آپس کا اپنا گھر ٹھیک کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیاسی جماعتوں کے اندر، جو لوگ بالکل کھل کر سامنے آگئے ہیں کہ یہ ملوث ہیں۔ ڈاکوؤں کو سرپرستی دینے میں، تشدد خانے بنانے میں، اور دہشت گردوں کی تربیت کرنے میں اور اس میں انٹیریئر کے بھی لوگ ہیں اس میں پارٹی

کے بھی لوگ ہیں۔ اس میں اپوزیشن کے بھی لوگ ہیں۔ اور اس میں ایم کیو ایم کا تو ساری دنیا میں ڈھنڈورا پٹ گیا اور ان کے اپنے ہی لوگوں نے قومی اسمبلی کے دو ممبران نے تو آج استعفیٰ بھی دے دیا ہے۔ اس لئے حکومت انہیں الگ کر دے۔ حکومت ان کو اپنے سے الگ کر دے۔ جو لوگ اس میں ملوث ہیں اور جو لوگ ملوث ہیں ان کے خلاف سیاسی جماعتیں خود ایکشن لیں۔ ایسے سیاسی لیڈروں ، ایسے قومی اسمبلی کے ممبران اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کی نشاندہی کی گئی ہے اور لوگوں کے علم میں ہے کہ اغواء کی واردات میں انہوں نے پیسے لئے ہیں۔ اور وہ سودے بازی میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگ ایوانوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کے خلاف خود سیاسی جماعتوں کو ایک ضابطہ اخلاق بنانا چاہئے۔ اور ایسے لوگوں سے بھی اپنی صفوں کو پاک کرنا چاہئے۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں اور میں اس کے ساتھ یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور بیوروکریسی میں اور جو ایسے لوگ ہیں جو پارٹی وفاداری کی بنیاد پر سرکاری مشینری میں شریک ہیں، جو اہلیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ پارٹی وفاداریوں کی بنیاد پر نہیں وہ سرکاری مشینری کا حصہ بن گئے ہیں ان کو فوری طور پر سندھ کی سرکاری مشینری اس سے الگ کر دیا جائے۔ سندھ کی حکومت سے الگ کر دیا جائے۔ اور جو بھی آپریشن اس وقت ہو رہا ہے۔ اور یہ آپریشن جو بھی کر رہا ہے جس نے انٹروین کیا ہے تو یہ تیز رفتاری کے ساتھ اور غیر جانبداری کے ساتھ اور جو سرکاری و حکومتی مشینریوں میں چھپی ہوئی کالی بھیڑیں ہیں انہیں صاف کریں اور سب سے بڑی بات یہ کہ بیرونی ایجنٹوں کو ایکسپوز کیا جائے۔ اس میں سندھ میں کشمیر کا بدلہ لینے کے لئے بالکل واضح ہے کہ بھارت کا اس میں ہاتھ ہے سندھ کی گڑبڑ اور خرابی میں۔ یہ ایم کیو ایم کے ذریعے سے بھی کیا گیا ہے اور انٹیریئر میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ذریعے سے یہ کیا گیا ہے۔ اور ڈاکوؤں اور تشدد پسندوں کی آڑ میں وہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہیں جناب چیئرمین! چونکہ یہ اس کے لئے موقع ہے اس لئے میں ایک آنے والے خطرے سے خبردار کرتا ہوں کہ شیعہ سنی کی بنیاد پر بھی بھارت اس ملک میں تباہی لانا

چاہتا ہے۔ اور ان کا یہ ہے کہ سندھ کے ذریعے نہیں ہوگا پنجاب کو ڈی سٹیبلائز کیا جائے۔ اور اس کے نتیجے میں جھنگ میں انہوں نے شروع کیا ہے۔ شمالی علاقہ جات میں بھی تھا۔ کراچی میں بھی یہ واقعات ہوئے ہیں۔ محرم کا مہینہ آرہا ہے۔ اور محرم کے مہینے میں بہت بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے کی ان کی سکیم ہے۔ بھارت کی سکیم ہے۔ اور اسی طریقے سے کوئٹہ بلوچستان میں صدیوں سے لوگ اکٹھے رہ رہے ہیں۔ پختون اور بلوچوں کی آپس میں رشتہ داریاں ہیں۔ ایسے پختون قبائل موجود ہیں جو بلوچی سپیکنگ ہیں۔ یہ ساری پختون ٹرائب ہے۔ لیکن بلوچی بولتے ہیں۔ آپس میں رشتہ داریاں ہیں۔ یہ ساری پختون ٹرائب ہے۔ لیکن بلوچی بولتے ہیں۔ آپس میں رشتہ داریاں ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات ہیں۔ ایک تہذیب، ایک کلچر ہے۔ یہ وادی سندھ کی تہذیب ہے ساری۔ کالام اور کہاں کہاں سے، کوہستان سے لے کر کراچی تک ہمارے ایک ہی لوگ ہیں ایک ہی رنگ نسل تہذیب رواج تمدن دین مذہب۔ لیکن اسے توڑنے کی کوشش ہے۔ دونوں طرف لوگ مسلح ہیں۔ بھڑکانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ سازشیں ہو رہی ہیں۔ پختون بلوچ بنیاد پر بھی اور شعیہ سنی کی بنیاد پر بھی اور ملک میں تباہی لانے کی جو سازش ہے اس کا راستہ روکنے کے لئے، سیاسی جماعتوں کا فرض ہے۔ بہت زیادہ تلخی پیدا نہ کریں۔ کیوں ہمارے بھرہ ور سعید صاحب بار بار اٹھتے ہیں۔ اور وہ ایک طعنہ اور دوسرے انداز میں۔ یہ ہمارے اے این پی والے، آپس میں بیٹھیں تمام سیاسی جماعتوں کے لوگ۔ ہم سب ایک کشتی میں سوار ہیں۔ اکھٹے ہیں۔ خدانخواستہ ملک کی تباہی ہوگی اور ملک کو نقصان پہنچا تو کوئی بھی نہیں بچے گا۔ ہم نہ فوج سے کوئی تصادم کرنا چاہتے ہیں نہ پیپلز پارٹی کے ساتھ کوئی تصادم لینا چاہتے ہیں نہ حکومت کے ساتھ کوئی تصادم لینا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بحرانوں سے، کرائسز سے ملک کو نکالا جائے اور اس کو کرش ہونے سے بچایا جائے اس جہاز کو اور تمام لوگ مل جل کر اس کے لئے کوئی راستہ نکالیں یہ نواز شریف حکومت کے بس کی بات نہیں ہے دوسری سول حکومت لائی جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی، شفقت حسین شاہ۔

سید شفقت حسین شاہ : بسم اللہ الرحمنٰ الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کا بڑا بڑا شکریہ جناب چیئرمین صاحب سندھ کے حالات جو اس وقت ہیں وہ بہت ہی خراب ہیں جب ہم نے سنا تھا کہ حکومت سندھ میں فوجی آپریشن کر رہی ہے ہمیں اس وقت بڑی خوشی ہوئی تھی ہم خوش ہوئے تھے کہ یہ آپریشن ہوگا ڈاکوؤں کے خلاف ہوگا اور دہشت گردوں کے خلاف ہوگا لیکن یہ آپ سب کو پتہ ہے کہ جب یہ آپریشن شروع ہوا تو اس وقت دو چار واقعات ایسے ہو گئے جیسے ایک جام شورو کا تھا اور اس میں ٹی وی پر بھی وزیر اعظم صاحب کو دکھایا گیا ہتھیار دکھائے گئے اور اس میں کہا گیا تھا کہ اس پر ''انڈیا کا بنایا ہوا لکھا ہوا تھا'' لیکن دوسرے دن وہ واقعہ جو تھا وہ الٹا ہو گا وہ آپ سب نے سنا اس کے بعد جناب والا! علی حیدر شاہ کا واقعہ ہوا وہ بے گناہ مارا گیا اس کے بعد جھکرانی کا واقعہ ہوا وہ بے گناہ مارا گیا تو یہ ایسے حالات ہو گئے کہ ہم نے یہ سوچا کہ یہ فوجی آپریشن جو ہو رہا ہے ڈاکوؤں کے خلاف ہو رہا ہے یا پتہ نہیں کہ یہ سندھ کے غریب آدمیوں کے خلاف ہو رہا ہے یا سارے سندھیوں کے خلاف ہو رہا ہے جناب والا! میں آپ کو یہ حقیقت پیش کر رہا ہوں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہمارا ٹھٹھہ ضلع بالکل پر امن ضلع ہے وہاں پر بھی جو فوج کے جوان ہیں وہ ہمارے بھی بھائی ہیں لیکن وہاں پر قطاروں میں لوگوں کو کھڑا کرتے ہیں دو دو گھنٹے ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑ کرتے ہیں ان کی تلاشی لیتے ہیں اس طریقے سے تلاشی لینا میں سمجھتا ہوں صحیح نہیں ہے تو جناب ہمارے سندھ کے حالات پہلے ہی خراب ہیں تو اب اس وقت وہاں کے لوگوں جو ہیں عام لوگ ہیں ان پر اس کا بڑا خراب اثر ہو رہا ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ جس وقت آپریشن کی بات کی گئی تھی اس وقت ہم سب خوش تھے کیونکہ دیہاتوں میں سندھ کے جو اندرونی علاقے ہیں وہاں پر ڈاکوؤں کا راج تھا تو ہم نے یہ سوچا تھا کہ یہ جو آپریشن ہوگا یہ ڈاکوؤں کے خلاف ہوگا اور اس میں ڈاکو مارے جائیں گے پکڑے جائیں گے جس وقت وزیر اعظم صاحب نے یہ اعلان کیا تھا تو ہم نے سمجھا کہ جب یہ کارروائی ہوگی سندھ کے لوگ ہمارے آرمی والوں کو

کندھوں پر اٹھائیں گے وزیر اعظم صاحب کو لیڈر مانیں گے یہ حقیقت بھی تھی پھر جس طرح کہ یہ آپریشن شروع ہوا تھا اور وہ جس نیت سے شروع ہوا تھا اسی طریقے سے ہوتا تو سندھ کے لوگوں میں سے کوئی بھی ناراض نہ ہوتا لیکن جس طریقے سے یہ آپریشن ہوا اس سے سندھ کے لوگوں بہت ہی ناراض ہیں اور ان کو بہت ہی غم ہے دکھ ہے کہ یہ آپریشن کس طریقے سے ہو رہا ہے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر اعظم صاحب کا تعلق پنجاب سے ہے پہلے بہت عرصے سے جو وزیر اعظم ہوتے آئے ہیں ان کا تعلق ہمیشہ سندھ سے ہوتا تھا تو ہمارے لوگ وہاں کے معزز آدمی یا غریب لوگ وہ کسی نہ کسی طریقے سے کسی مشکل میں پڑ جاتے تھے تو وزیر اعظم صاحب کے پاس کسی نہ کسی طریقے سے چاہے وہ نوکریوں کا کام ہو چاہے وہ دوسرا کام ہو پہنچ جاتے تھے لیکن جب سے جناب نواز شریف صاحب وزیر اعظم بنے ہیں تو ہم نے یہی سوچا تھا کہ ان کا پنجاب سے تعلق ہے تو یہ سندھیوں کے متعلق کچھ زیادہ کرے گا ان کی عزت زیادہ کرے گا زیادہ ان کو نوکریاں دے گا تو ہم اس میں بڑے خوش ہوئے تھے اس وقت پوزیشن یہ ہے میں اب بھی کہتا ہوں آپریشن ڈاکوؤں کے خلاف ہونا چاہئے اور اس میں مخصوص علاقہ ہے جہاں پر ڈاکو رہتے ہیں یا ڈاکوؤں کا اڈا ہے وہاں پر بالکل آپریشن ہونا چاہئے۔ لیکن دوسری جو سیاسی باتیں ہیں ہمیں ان کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جس طریقے سے وزیر اعظم صاحب کا یا مرکز کا سندھ کے اندر رابطہ نہیں ہے۔ آپ خود دیکھیں کہ یہاں پر وزیر اعظم صاحب کا سندھ کے ساتھ کون سا رابطہ ہے کون سے نمائندے ہیں سندھ میں وزیر اعظم صاحب کے جو سندھ میں وزیر اعظم صاحب کا کام کرتے ہیں یا نواز شریف صاحب کے لئے کام کرتے ہیں کوئی نہیں ہے دو چار وزراء صاحب ہیں لیکن ان کے بھی محکمے ایسے ہیں جو ٦، ٦ مہینے تک میں سمجھتا ہوں کہ سندھیوں کے ساتھ ان کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہے نہ پڑتا ہے نہ ان کا وہ کوئی کام کرتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں اس کے علاوہ جتوئی صاحب تھا وہ بھی ان کو چھوڑ کر چلا گیا پیر پگارو صاحب ہیں وہ بھی ناراض ہیں تو اب آئی جے آئی کا وہاں پر کون سا نمائندہ ہے جو سندھ میں کام کر رہا ہے یا سندھ کے معاملوں کو دیکھ رہا ہے جناب والا! میں یہی گزارش کروں گا کہ وزیر اعظم صاحب کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے سندھ کے

لوگ جو اپنے آپ کو لاوارث سمجھ رہے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور ہو گا میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ اس وقت ٹھٹھہ میں آپ دھابی کی طرف آئیں گے تو وہاں پر آرمی کی چیکنگ ہو رہی ہے قطاروں میں گاڑیاں کھڑی ہیں بسیں کھڑی ہیں اور بہت سے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں وہاں پر کھڑے ہیں اور ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہوتی ہے اور زیادتی ہونے کے بعد ان کی تلاشی لی جاتی ہے تو یہ ایسے معاملے ہیں کہ ان کو اس طرح نہ کیا جائے جہاں پر ڈاکو ہیں جہاں پر دہشت گرد ہیں ان کے خلاف آپریشن ہونا چاہئے میں اس آپریشن کی اس طریقے سے حمایت کرتا ہوں کہ اس میں کم سے کم آدمیوں کو نیند تو آئے گی آرام آئے گا سکون آئے گا جہاں پر ڈاکو ہیں ان کے خلاف آپریشن ہونا چاہئے لیکن خواہ مخواہ کسی کو پریشان کرنا یا یہ تاثر دینا ہے کہ ہم فوج کے آدمی جو ہیں ہمیں سندھ کے آدمیوں سے نفرت ہے ہم تو یہ محسوس کر رہے ہیں جس وقت ہم دیکھتے ہیں کوئی سندھی ہوتا ہے تو اس کو ایسی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ یہ پتہ نہیں پاکستان کا دشمن ہے یا کیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کچھ نرمی دی جائے اور وزیر اعظم صاحب بھی کچھ نرم رویہ اختیار کریں۔ سندھ کے جو حالات ہیں اس میں نوکریوں کا میرٹ سسٹم رکھا گیا ہے ابھی سندھ کے پہلے ہی یہاں پر کم نمائندے ہیں تو یہاں سندھ کا کون آدمی یہاں میرٹ پر آ رہا ہے میں نے وزیر اعظم صاحب سے ملاقات کی تھی میں نے وزیر اعظم صاحب کو ۱۲، ۱۳ درخواستیں دی تھیں اس میں کوئی چپڑاسی کی کوئی جونئیر کلرک کی لیکن ان سب کا جواب مجھے آ کر ملا کہ یہ میرٹ پر ہو گا۔ جناب والا اگر یہ بھی میرٹ پر ہو گی تو پھر سندھ کے لوگ کہاں جائیں گے کس کو کہیں گے میں آپ کو یہ گزارش کروں گا کہ اس میں حکومت کو وزیر اعظم صاحب کو سب کو اس میں صحیح طریقہ سے کام کرنا چاہئیے اور سندھ کے ساتھ جو نا انصافیاں ہو رہی ہیں یا پہلے بھی ناانصافی ہوئی ہے یا ہو رہی ہے اس پر ان کو خیال کرنا چاہئیے جہاں تک آپریشن کے بیچ میں جہاں پر کوئی کام کرنے والے ہوتے ہیں وہ کر جاتے ہیں میں آپ کو۔ میرے پاس نوائے وقت کی کٹنگ ہے ۹ جون کی سجاول شہر میں شرمناک واقعہ ہوا چار ملزمان رات بھر ۱۴ سال کے لڑکے کے ساتھ زیادتی کرتے رہے یہ بھی اپریشن کے ٹائم کی بات ہے

لیکن جب وہ ساری رات اس لڑکے کے ساتھ زیادتی کرتے رہے صبح لڑکے کو بہوشی کی حالت میں چھوڑ کر گئے ساڑھے گیارہ بجے درزی کی دکان پر وہ لڑکا کام کر رہا تھا۔ انہوں نے ۱۴ سال لکھا لیکن ۱۲ سال اس لڑکے کی عمر تھی وہاں پر چار آدمی آئے اور زبردستی بیچ بازار میں اٹھا کر لے گئے۔ دو چار سو آدمی ان کے پیچھے لگے انہوں نے پستول نکال لی کہ کوئی ہمارے پیچھے نہ آئے ہمارا اپنا معاملہ ہے آپ چلے جائیں وہ ٹیلر ماسٹر اسی وقت پولیس تھانے میں گیا ان کو کہا کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے آپ چلیں پولیس نے کہا ہم دیکھتے ہیں۔ یہ کر کے اس کو چھوڑ دیا صبح وہ لڑکے کو بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ کر گئے اور وہ تھانے آئے اور پولیس کو کہا کہ ایف آئی آر داخل کریں اغواء بھی ہوا ہے اور اس کے ساتھ برافعل بھی ہوا ہے تو پولیس نے کہا کہ آپ بے فکر رہیں ہم یہ سب کچھ کر دیں گے آپ لڑکے کو لے جائیں۔ نہ اس کی ڈاکٹری رپورٹ ہوئی نہ اس کی ایف آئی آر داخل ہوئی جب وہ میرے پاس شکایت لے کر آئے میں ان کو ساتھ لیکر ایس پی صاحب کے پاس گیا بھئی ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے آپ ان کے ساتھ انصاف کریں انہوں نے ایس ایچ او کو ٹیلی فون پر بتایا ہے اس نے پتہ نہیں کیا کہا بولا شاہ صاحب آپ جائیں ڈاکٹری تو نہیں ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ انصاف ہو گا ہم نے سب کو ٹیلی گرام کئے لیکن اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوا میرا کہنے کا مطلب یہ ہے ایسی باتیں جو ہو رہی ہیں وہ ابھی بھی ہو رہی ہیں۔ میں یہ کہونگا کہ پولیس کا محکمہ جو ہے ساری زیادتی وہی کرتے ہیں اگر ڈاکوؤں کو پکڑنے کی کوشش کریں وہ بھی کر سکتے ہیں جرائم کم کرنے کی کوشش کریں تو وہ بھی کر سکتے ہیں لیکن ان کا اپنا دہندہ ہے ان کا اپنا کاروبار ہے اگر وہ اس پر کنٹرول کریں گے تو کھائیں گے کہاں سے۔ جناب چیئرمین صاحب میں ایک گزارش کرونگا کہ آپریشن جو ہو رہا ہے اس کے بارے میں اس وقت سندھ کے عام آدمی کا جو تاثر ہے وہ بہت ہی مختلف ہے وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ آپریشن سندھیوں کے خلاف ہو رہا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپریشن ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کے خلاف ہونا چاہئیے باقی ہر جگہ پر جو پیس فل ڈسٹرکٹ ہیں یا پیش فل علاقہ ہے وہ تھانے کی حدود رکھیں تھانے میں اتنے جرم ہوتے ہیں جو یہاں پر ڈاکو رہتے ہیں ان کے خلاف بالکل ایکشن لیں لیکن

دیہات یا اس میں بہت سے غریب لوگ وہ بھی اس آپریشن میں خواہ مخواہ پھنس گئے ہیں تو میں گورنمنٹ سے یہ گزارش کرونگا کہ وزیر اعظم کے ساتھ ہیں ہم کہتے ہیں کہ وہ آپریشن بھی کریں لیکن جس طریقے سے کرنا چاہئیے وہی طریقہ استعمال کریں اس میں ہم ان کی مدد کریں گے باقی اس وقت جس طریقے سے ہو رہا ہے وہ اس وقت بڑا نقصان کر رہے ہیں آگے چل کر اس کے جو نتائج نکلیں گے اس کی ذمہ داری جو ہے وہ بھی انہی صاحبوں کے اوپر آئے گی۔ یہ الفاظ کہہ کر میں بیٹھتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب آپ آج تقریر کرنا پسند فرمائیں گے۔ بہرہ ور سعید صاحب چلے گئے ہیں نہیں بیٹھے ہیں۔ آپ آج تقریر کرنا پسند کریں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : میں کل کرونگا۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! سندھ کا معاملہ پورے ملک کے لئے ایک بڑا نازک اور سنگین معاملہ ہے یہ بڑا اچھا ہوا ہے کہ سینٹ میں اس پر ڈبیٹ کے لئے دن مقرر ہو گئے اور اس پر ہر ممبر اپنے خیالات کا اظہار کریگا۔ جناب والا ! جہاں تک میں سمجھتا ہوں پاکستان میں سندھ ایک بڑا بد قسمت صوبہ ہے۔ سندھ وہ صوبہ ہے جس نے پاکستان میں شمولیت کے لئے سب سے پہلے ووٹ دیا تھا لیکن بعد میں کیا ہوا سندھ کو ایک شاملات سمجھا گیا۔ جدھر سے بھی چاہئیے ، وہ ملک سے باہر ہندوستان سے ہو یا ملک کے اپنے صوبوں سے ہو جس کا بھی بس چلا وہ سندھ کی طرف روانہ ہوا اور سندھ کے وسائل پر ہر ایک نے ایک طریقے سے قبضہ کیا ٹھیک ہے پاکستان میں ہر ایک صوبے میں کوئی کدھر بھی جا سکتا ہے کوئی کاروبار بھی کر سکتا ہے کوئی ملازمت بھی کر سکتا ہے لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں سندھ کے لوگوں کے ساتھ اس معاملے میں بہت زیادتیاں ہوئی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں وہ اس بے انصافیوں کا نتیجہ ہے جو سندھ کے ساتھ ماضی میں ہو چکا ہے سندھ کی زمینوں پر وہاں کے لوگوں کا حق تھا وہاں

کے بے زمین لوگوں کا حق تھا وہاں پر زمینیں آباد ہو جائیں وہاں پر Barrages بن جائیں لیکن ہوا کیا بیوروکریسی کے افسروں کو چاہیے وہ ملٹری کے ہوں یا سول bureaucracy کے ہوں زمینیں ان کو الاٹ ہو گئیں۔ دوسرے کاروبار جو تھے، ملازمت جو تھے، سندھ کے جو نوجوان تعلیم یافتہ تھے ان کو آج روزگار نہیں مل رہا تو جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں یہ وہی معاشی ناانصافیاں محرومیاں اس کی وجہ سے ہے جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں جو سنتے ہیں اور جو حقیقت بھی ہے ان میں جو وارداتیں ہوتی ہیں جو جرائم ہوتے ہیں وہاں پر تعلیم یافتہ لوگ جو وہاں پر بیروزگار ہیں وہاں کسی قسم کا ان کا معاش کا ذریعہ نہیں ہے قدرتی بات ہے جب کسی کو قانونی طریقے سے روزگار نہ ملے تو وہ مجبور ہو جاتا ہے اور وہ غیر قانونی طریقہ اختیار کرتا ہے اس طریقے سے ہم یہ بھی سنتے ہیں کہ باہر سے ان کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے یہ بھی افسوسناک بات ہے چاہیے یہ کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کریں۔ اپنے گھر کو بچاؤ دوسرے کو چور مت بولو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں تو اس بات کی کبھی نوبت نہ آتی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کے پڑوسی شہزاد گل صاحب ہیں ان کے ساتھ ابراہیم صاحب ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: اور سید عباس شاہ صاحب بھی ہیں اگرچہ ذرا دور ہیں لیکن ہمارے پڑوسی تو ہیں۔ میں سمجھتا ہوں سندھ میں بغیر آپریشن کے کوئی چارہ ہی نہیں تھا کیونکہ وہاں کے بارے میں جب ہم باتیں سنتے تھے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے کیونکہ وہاں پر نہ کسی کی جان محفوظ تھی نہ کسی کی عزت محفوظ تھی اغوا ڈکیتی چوری چکاری ڈاکے سب کچھ تو یہ ضروری بات ہے جب بھی کسی صوبے میں کسی ملک میں وہاں کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو اپنی ملکی فوج کو بلانا جیسے آئین میں بھی ہے یہ شق موجود ہے تو ان کا بلانا ضروری تھا اب بات یہ ہے جس طریقے سے ہم سنتے رہتے ہیں کہ یہ ہوا یہ زیادتی ہوئی یہ کچھ ہوا یہ ہو جائے گا یہ قدرتی امر ہے فوج کو عموماً بڑے قلیل

عرصے کے لئے بلایا جاتا ہے ان کی ٹریننگ اس طریقے سے ہوتی ہے کہ انہوں نے جس طریقے سے نبٹنا ہوتا ہے وہ ضروری بات ہے اور جیسے میں نے اپنے دوست سے سنا قطاریں کھڑی ہوتی ہیں اور تلاشیاں لی جاتی ہیں تو یہ قدرتی امر ہے جب ان کو کوئی ذمہ داری سونپی جاتی ہے تو انہوں نے تو اپنا فرض پورا کرنا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو آپریشن ہے اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں تھا یہ ضروری تھا اور یہ آئین کے مطابق ہو چکا ہے اس میں جتنا بھی احتیاط برتا جائے اس میں کسی کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک نہ کیا جائے چاہے کسی کی کسی قسم کی بھی سیاسی وابستگی ہو فیئر طریقے سے اس کو جلد از جلد کرنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ جتنا بھی طول پکڑتا جائے گا اس میں خدانخواستہ فوج کی بھی بدنامی ہوگی اور فوج اگر اس میں ملوث ہوگئی تو ایسا نہ ہو کہ بات کہیں دوسری طرف چلی جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی معاملہ ہے تو اس سلسلے میں مختلف سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لینا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ بنیادی طور پر ایک سیاسی مسئلہ ہے اگرچہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے لیکن اس کے بیچ اندر میں سیاسی باتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس فوجی آپریشن کو جلد از جلد مکمل کرنا چاہئیے اور معاملے کا سیاسی حل نکالنا چاہئے، شکریہ۔

جناب چیئرمین: عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ اچھا آپ کل کریں گے چلیں کل کر لیں۔ جبار صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اشتیاق اظہر صاحب چلے گئے۔ عبداللہ شاہ صاحب آپ آج کرنا پسند کریں گے۔

سید عبداللہ شاہ: کل موقع دیں۔

جناب چیئرمین: بہت سارے ہیں فسٹ جو بھی لسٹ ہوئی یہ تو غیر حاضر ہیں۔ میں آپ کا نام لے رہا ہوں۔

سید عبداللہ شاہ: کل پہلے جو بھی سپیکر ہوں اس میں مجھے آپ بلا لیں۔

جناب چیئرمین: لسٹ کے مطابق دیکھ لیں گے کہ آپ کا نام کہاں آتا ہے۔ گلزار احمد خان صاحب غیر حاضر ہیں، بریگیڈئر حیات صاحب نہیں ہیں، جام کرار الدین

صاحب۔

حاجی جام کرار الدین: آج نہیں، میں کل تقریر کروں گا۔

جناب چیئرمین: اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب، آج نہیں، کل۔ عبدالقیوم صاحب، نہیں ہیں، خلیل الرحمان صاحب، نہیں ہیں۔ طارق چوہدری صاحب نہیں ہیں۔ اقبال حیدر صاحب نہیں، ڈاکٹر غفار جتوئی صاحب، نہیں ہیں۔ کوئی ایسے صاحب جو آج تقریر کرنا پسند کریں گے۔ عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: نہیں جی،

جناب چیئرمین: آپ کی مرضی ہے۔ میرے پاس وقت ہے، کوئی صاحب کسی مسئلہ کو یہاں لانا چاہیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریحان: ایک ضروری بات ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، بتائیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان: یہ درست ہے کہ اس کا اس بحث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن بہت اہم مسئلہ ہے۔ جناب والا! اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے ایک حکم جاری کیا ہے کہ جس کے تحت ۳۰ جون کے بعد جو بھی ایڈھاک ملازمین ہیں، جو کہ ایڈھاک کی بنیاد پر ملازم ہوئے تھے، ان کو کوئی ایکسٹینشن نہیں ملے گی۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ اور ہزاروں خاندان پریشانی میں مبتلا ہیں اور ان کے گھروں میں ماتم مچا ہوا ہے۔ اب ان کی عمریں اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ وہ اب کسی اور جگہ ملازمت نہیں کر سکتے ہیں۔ اور ان پر حکومت نے ٹریننگ وغیرہ پر کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں۔ اور محکموں کا تو مجھے علم نہیں لیکن ریلوے کے محکمے میں ۱۴۲ انجینئرز جو ہیں وہ بے روزگار ہو جائیں گے اس کے علاوہ ۲۱ ریلوے میں ایسے ڈاکٹرز ہیں، علاوہ ازیں پاک پی ڈبلیو ڈی میں آفیسرز بھی ہیں اور ماتحت ملازمین بھی ہیں۔ سپیشل ایجوکیشن جو handicapped children کو پڑھانے والے محکمے ہیں، ان میں ملازمت کرنے والے جو ہیں وہ بھی اس

سے بے روزگار ہو جائیں گے۔

جناب والا! میں نے ابھی ایک بل پڑھا ہے جو کہ اسی حکومت میں، صحت کے وفاقی وزیر سید تسنیم نواز گردیزی نے ایڈھاک ڈاکٹروں کو مستقل کرنے کے لئے پیش کیا ہے اور اسے پہلے قومی اسمبلی سے پاس کروایا گیا ہے۔ اب اگر ان ڈاکٹروں کے ساتھ نیکی برتی جاتی ہے کہ ان کو ریگولرائز کیا جائے اور اسی طرح سے ۳۱ مئی کو وزیر اعظم نے کہیں جاتے ہوئے راستے میں ایڈھاک ملازمین کی طرف سے نکالے گئے جلوس سے وعدہ کیا ہے کہ ٹھیک ہے کہ آپ کی سروس جو ہے یہ ریگولرائز ہو جائے گی۔ یہ اچھی بات ہے اس کی ہم قدر کرتے ہیں۔ اگرچہ میں خود ایڈھاک ازم کے خلاف ہوں اور حکومت بھی یہ چاہتی ہے کہ بھرتی جو ہے یہ ایڈھاک ازم کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ ریگولر بنیاد پر ہونی چاہیے لیکن اب جو ہو چکا ہے، اس کا بھی کچھ سوچنا چاہیے۔ لیکن جس طرح ایک نیکی کا کام محکمہ صحت والے کچھ ڈاکٹروں کے ساتھ کر رہے ہیں یا وزیر اعظم صاحب نے لیکچررز کے ساتھ کیا ہے۔ اسی طرح یہ نیکی سب کے ساتھ مساوی بنیاد پر ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: یہ مسئلہ پہلے بھی اٹھایا گیا ہے، کل اس پر پھر بات ہو گی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا مجھے اجازت دیں میں بھی اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: باری باری، بات کرینگے۔ کل بھی یہ دوبارہ مسئلے آرہا ہے۔

چوہدری عبدالغفور: میرا خیال ہے کہ اس بل کو آج ہی پاس کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: اب دیکھیں نا، میں پہلے ہی اجلاس ختم کرنے کا کہہ چکا ہوں۔ ممبر حاضر نہیں ہیں۔

چوہدری عبدالغفور: میں نے عرض کیا ہے کہ ایک گھنٹہ اجلاس مزید لیٹ کر لیا جائے اور پاس اس کو کر لیا جائے۔

(آوزیں۔ جناب کورم نہیں ہے)

جناب چیئرمین: اب کورم بھی نہیں ہے اور ممبران بھی نہیں ہے اس لئے یہ

اب مناسب نہیں ہو گا۔

چوہدری عبدالغفور : میری تجویز ہے کہ کل کم از کم دو گھنٹے لیجسلیشن ہونی چائیے۔

جناب چیئرمین : جس طرح آج کیا ہے اس طرح کل کرینگے اور تقریباً ساڑھے گیارہ بجے باقی کام کر لیں گے اور ان کے بعد سندھ کی صورت حال پر بحث کر لینگے۔ میرا خیال تھا کہ آج بھی اس پر دو گھنٹے کام کیا جائے۔ سوا ایک بجا ہے اور ممبران تیار نہیں ہیں۔

چوہدری عبدالغفور : کل پھر جناب بارہ بجے تک لیجسلیشن ضرور کر لیں۔

جناب چیئرمین : انشاء اللہ، کل آپ کے بل مکمل کرینگے آپ تیاری رکھیں ۔اور ممبران کو بھی تیار رکھیں ۔ اور دو چار بل جو آپ سمجھتے ہیں پاس کرنے ہیں ان کی تیاری بھی رکھیں۔

چوہدری عبدالغفور : بہتر ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین : جی اور مسئلہ ، کوئی صاحب اٹھانا چاہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : یہی مسئلہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : یہ تو کل آجائے گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : اس پر ۳۰ تک کوئی فیصلہ ہونا ہے ، اس لئے یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔

جناب چیئرمین : کوئی اور مسئلہ -- نہیں ہے۔ وقت ہے ، اگر کوئی چاہتا ہے کہ کوئی اور مسئلہ اٹھائے ، تو اٹھائے۔ یہ اتفاق سے یہ ہمارا "Zero Hour" ہے۔ اور کوئی کام نہیں ہے ، اس لئے کوئی اور مسئلہ ، کوئی صاحب اٹھانا چاہے تو میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ نہیں ہے--

[Then I adjourn the House to meet again tomorrow at 10.00 a.m].

[The House then adjourned tomeet at ten O'clock in the Morning on Thursday, the 23rd June, 1992].

PCPPI—520(96) Senate—25-1-2000—150.